راہِ حق

مجددِ مسلکِ اہلسنت، عاشقِ رسول، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ پاکستان

راہِ حق

(درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھنے، یارسول اللہ اور یاغوث
پکارنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کا مدلل بیان)

تصنیف لطیف

مجدد مسلک اہل سنت، عاشق رسول

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کلمہ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض وہابی، دیوبندی مفتی کہتے ہیں کہ اس درود شریف کا پڑھنے والا اور یا رسول اللہ اور یا غوث کہنے والا مشرک و بدعتی ہے، ان کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے؟ دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی حقیقت بیان فرمائی جائے۔ بینوا توجروا

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيْعِنَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِى الصِّدْقِ وَالصَّفَا اما بعد

بلا شک وشبہ درود شریف اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنا اور حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کلمہ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا اور حضرت غوث اعظم کو یا غوث کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ بعض مفتیوں کا اسے شرک کہنا بالکل غلط اور جہالت و گمراہی ہے۔

جواب بالترتیب حاضر ہے:

(۱) فرمان الٰہی ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (احزاب) ترجمہ: تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر، اے ایمان والو! ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو صلوۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمان اس حکم الٰہی کی تعمیل اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھ کر کرتے ہیں صلوا کے حکم کی تعمیل اَلصَّلٰوةُ اور سَلِّمُوْا کی تعمیل اَلسَّلَامُ اور عَلَيْهِ کی تعمیل عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

سے کرتے ہیں گویا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا اس حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ اگر اس آیہ کریمہ کی تعمیل میں نماز میں پڑھنے والے درود ابراہیمی یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ سے کی جائے تو آیت کی پوری تعمیل نہیں ہوتی کیوں کہ درود ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ کا ذکر ہے جس سے صلوا کی تعمیل ہوتی ہے وسلموا کی نہیں ہوتی اور آیہ کریمہ میں صلوٰۃ وسلام دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے، لہٰذا آیہ کریمہ کی پوری تعمیل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سے خوب ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں درود ابراہیمی تعلیم فرمایا تو بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود ابراہیمی تعلیم فرمایا مگر نماز میں پڑھنے کے لیے، اور نماز میں ہم اور دوسرے مسلمان بھی یہی درود شریف پڑھتے ہیں کیوں کہ یہ درود شریف نماز کے ساتھ خاص ہے، چناں چہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلٰوتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْئَلْہُ فَقَالَ اِذَا اَنْتُمْ صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ (مسند امام احمد: 17072، جلاء الافہام، ابن قیم ص 5)

کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور حضور کے آگے (سامنے) آکر بیٹھ گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سلام کو تو ہم نے خوب سمجھ لیا ہے کہ (نماز میں کیسے پڑھنا چاہیے) اب یہ فرمائیے کہ جب ہم آپ پر درود پڑھیں اپنی نمازوں میں تو کیسے پڑھیں؟ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے یہ محبوب جانا کہ وہ سوال ہی نہ کرتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم درود پڑھو مجھ پر (نماز میں) تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ۔

صححہ ابن حبان: 1959، قال الحاکم: 988، صحیح علی شرط مسلم و اخرجہ

ایضا احمد و ابن خزیمۃ: 711 و دار قطنی: 1339 و بیہقی: 2849 ان ھذہ الالفاظ المرویۃ مختصۃ بالصلوٰۃ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ (جلاء الافہام، ابن قیم ص16)

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ پر نماز میں کیسے درود پڑھیں؟ فرمایا: تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ۔

پہلی حدیث میں جملہ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا اور دوسری حدیث میں جملہ فِي الصَّلٰوةِ اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام نے نماز میں درود پڑھنے کے متعلق پوچھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ درود شریف ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے۔ چناں چہ غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانی، جن سے ان کے دوسرے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی اس طرح مدد (جو کہ ان کے نزدیک شرک ہے) مانگتے ہیں:

"شیخ سنت مددے قاضی شوکاں مددے"

وہ علامہ شوکانی بھی اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین کے صفحہ 132 پر فرماتے ہیں:

وَ فِيْهِ تَقْيِيْدُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ فَيُفِيْدُ ذَالِكَ اَنَّ هٰذِهِ الْاَلْفَاظَ الْمَرْوِيَّةَ مُخْتَصَّةٌ بِالصَّلَاةِ وَاَمَّا خَارِجُ الصَّلٰوةِ فَيَحْصِلُ الْاِمْتِثَالُ بِمَا يُفِيْدُهُ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

اور اس (حدیث) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں درود پڑھنا مقید کیا گیا۔ پس یہاں سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ یہ (درود ابراہیمی) کے الفاظ جو مروی ہیں یہ نماز کے ساتھ خاص ہیں، نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھنا چاہیے جس سے آیت اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ کی پوری تعمیل ہو جائے (یعنی اس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں)

چناں چہ دنیا بھر کے علماء و محدثین، نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھتے ہیں جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوتے ہیں اور نماز میں اس لیے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی جس میں صرف صلوٰۃ کا ذکر اور جس سے صرف صَلُّوْا کی تعمیل ہوتی ہے چوں کہ نماز میں وَسَلِّمُوْا کی تعمیل اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سے ہو جاتی ہے، لہٰذا فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ پڑھ کر صَلُّوْا کی تعمیل کر لیا کرو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اکابرین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف لکھا کرتا تھا، اس میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ لفظ صلوٰۃ تو لکھتا مگر لفظ سلام نہ لکھتا تھا۔

فَرَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ لِیْ اَمَا تُتِمُّ الصَّلٰوةَ عَلَیَّ فِیْ كِتَابِكَ فَمَا كَتَبْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ (احیاء العلوم، ج 1 ص 319)

تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی کتابت میں مجھ پر پورا درود کیوں نہیں لکھتے؟ پس اس کے بعد میں ہمیشہ آپ کے نام کے ساتھ صلوٰۃ اور سلام دونوں لکھتا۔

الحمد للہ کہ اہل سنت و جماعت اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھ کر آیہ کریمہ کی پوری تعمیل کرتے ہیں۔

حضور اکرم تاج دار عرب وعجم نور مجسم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر صبح و شام بھی درود شریف اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھا جاتا ہے۔

وہاں پر بھی آیہ کریمہ کی تعمیل اسی درود سے ہی ہوتی ہے، جو اس درود شریف کو شرک کہتے ہیں، ان سے پوچھا جائے، کیا وہاں صبح و شام شرک ہوتا ہے؟ اور کیا روضۂ اطہر پر اس درود شریف کو پڑھنے والے لاکھوں خوش نصیب مسلمان سب مشرک ہیں؟ (معاذ اللہ)

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ روضۂ اطہر پر یہ درود شریف پڑھنا شرک نہیں ہے، یہاں شرک ہے۔ افسوس کہ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ شرک تو شرک ہی ہوگا خواہ وہ کسی مقام

پر کیا جائے۔ جب وہاں شرک نہیں تو یہاں بھی نہیں۔ اور اگر یہاں شرک ہے تو وہاں بھی شرک ہوگا مگر چوں کہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ ہر کار خیر کو شرک کہہ دیا کرتے ہیں، لہٰذا اس درود شریف کے پڑھنے کو بھی اگر یہ شرک کہیں تو کیا تعجب ہے؟

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ 124 پر فرماتے ہیں:

و بعدہٗ فریضۂ نماز بگزاردو چوں سلام و ہدیہ اوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است و فتح ہر یک ازاں کلمہ بودہ است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و صفائی آں مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت ہزار و چہار صد ولی نصیب یابد۔

یعنی پھر صبح کے فرض پڑھے جب سلام پھیرے اور اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے کہ وہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے، اور فتح ہر ایک ولی کی اس کے ایک کلمہ سے ہوئی، جو حضوری کے ساتھ اس کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے اس کی برکت وصفائی کا مشاہدہ کرے گا اور چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا اور فیض یاب ہوگا۔

اور اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اوراد فتحیہ وہ وظائف کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئے اور وہاں ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اوراد فتحیہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

شاہ صاحب کے ارشاد سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) جو شخص ہر روز اوراد فتحیہ کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے وہ چودہ سو کامل اولیاء کی ولایت سے حصہ پائے گا۔ اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

(۲) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس اورد فتحیہ کے

پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

اور اسی اوراد فتحیہ میں یہ درود شریف بھی ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر اس درود شریف کا پڑھنا شرک ہوتا تو کیا حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی کو شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟ اور کیا شاہ ولی اللہ صاحب شرک کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں؟ جو فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے والے کو چودہ سو اولیاء اللہ کی ولایت سے حصہ ملے گا۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شاہ ولی اللہ صاحب کو (جو ان اوراد کو پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں، جس میں یہ درود شریف ہے) شرک کا علم نہیں تھا؟ آج کل کے یہ مفتی کیا شرک کو ان سے زیادہ جانتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے مفتیوں کے فتووں سے محفوظ رکھے جنہوں نے اس قسم کے فتوے دے کر مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کر دیا ہے، اور اب حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونا دشوار ہو گیا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جو کہ جناب اشرف علی تھانوی اور محمد قاسم نانوتوی مرحوم بانی مدرسہ دیوبند اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ دیوبندی مفتیوں کے پیر و مرشد ہیں اور جن کے متعلق جناب اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ "وہ اس زمانہ میں اللہ کی حجت ہیں"۔ وہ حاجی صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب (مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، 1910ء) کے صفحہ 83 پر فرماتے ہیں کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک کا شوق ہو وہ:

بعد نماز عشاء با طہارت کامل و جامہ نو و استعمال خوشبو باادب تمام رو بسوئے مدینہ منورہ بنشیند و التجی از جناب قدس حقیقت محمدی برائے حصول زیارت جمال مبارک ﷺ و دل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورت آں حضرت ﷺ بہ لباس بسیار سفید و عمامہ سبز و چہرہ منور مثل بدر بر کرسی تصور کند الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ راست، الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ چپ، الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ، در دل ضرب کند و ایں درود شریف را ہر قدر کہ تواند پے در پے تکرار کند ان شاء اللہ تعالیٰ بہ مطلوب خواہد رسید

عشا کی نماز کے بعد پاک وصاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینہ منورہ کی سمت موڈھ کر کے بیٹھے اور بارگاہ الٰہی میں حضور ﷺ کے جمال مبارک کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خیالات، وساوس سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ حضور پرنور ﷺ بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہرہ میں جلوہ افروز ہیں، اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ اور دل پر الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ کی ضربیں لگائے اور جس قدر ہو سکے اس درود شریف کو پے در پے بار بار پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

اور یہی حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ: "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ عالم امر مقید بہ جہت طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے"۔

(امداد المشتاق ص 59، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1929ء)

کیا فرماتے ہیں دیوبندی مفتی صاحبان، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں، جو یہ فرمارہے ہیں کہ اس درود شریف کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جان کر اس درود شریف کو پڑھے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے گی۔

اگر یہ درود پڑھنا شرک اور پڑھنے والا مشرک ہے تو مشرک کو زیارت کیسی؟ اور جو شرک و بدعت کو جائز قرار دے کر اس کے کرنے کا حکم دے، وہ کون ہوا؟ اب فیصلہ ان ہی مفتیوں پر ہے یا تو پیر صاحب پر بھی فتوے جاری کر دیں، یا خود اپنے فتویٰ شرک سے سچی توبہ کر کے اس درود شریف کو جائز قرار دے کر پڑھنا شروع کر دیں۔

اور سنیے اپنے ''حکیم الامت'' اشرف علی تھانوی کا ارشاد:

فرمایا کہ ''یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان الفاظ سے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ''

(شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ، ص 18، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی)

لیجیے اور سنیے! ''اپنے مرکز دائرۃ التحقیق شیخ الہند'' حسین احمد ٹانڈوی (مدنی) صاحب کا ارشاد! فرماتے ہیں:

> ''چناں چہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالاں کہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب و نداء کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں''۔

(الشہاب الثاقب، ص 65، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند)

ایک اور بھی ''اپنے رأس المحدثین'' محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور

کی سن لیجئے ،فرماتے ہیں:

''بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیك یا رسول الله السلام علیك یا نبی الله وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی الله الصلوٰۃ والسلام یا نبی الله اسی طرح آخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بڑھاوے تو زیادہ اچھا ہے''۔(فضائل درود شریف،ص28)

دیوبندی حضرات کے ان بزرگوں نے تو ان پر سخت مصیبت قائم کردی، یہ عبارتیں ان کے حق میں ایسی ہیں جیسے ''سانپ کے موتھ میں چھچھوندر'' جو نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے۔

اب اگر وہ اس درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله کو شرک و بدعت کہیں تو ان کے اپنے بھی اس کی زد میں آکر مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں اور نہ کہیں تو اُن کے مسلک ومزاج کے خلاف ہے۔نہایت پریشانی کے عالم میں ہیں، بقول شاعر۔

آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو مرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

کاش! آج کل کے دیوبندی حضرات اپنے اکابر کے ان ارشادات پر عمل کرتے ہوئے خود الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله پڑھتے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتے،مگر انہوں نے اس درود شریف کے پڑھنے کو شرک بدعت کہہ کر اپنے بڑوں کو مشرک و بدعتی بنا ڈالا،اور دوسری طرف دنیا کے کروڑوں سچے مسلمانوں کو بھی مشرک و بدعتی قرار دے دیا اور آپس میں لڑا دیا۔

علامہ ابن قیم جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں جن کو یہ دیوبندی مفتی بھی امام مانتے ہیں، اپنی کتاب جلاء الافہام مطبوعہ امرت سر کے صفحہ 360 پر فرماتے ہیں کہ ''ابو بکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے،ابو بکر بن مجاہد ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

فَقُلْتُ لَهُ یَا سَیِّدِیْ تَفْعَلُ هٰذَا تو میں نے عرض کی اے میرے آقا آپ

بِالشِّبْلِيِّ وَ اَنْتَ وَ جَمِيْعُ مَنْ بِبَغْدَادَ يَتَصَوَّرُ اَنَّهُ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِيْ فَعَلْتُ كَمَا بِهٖ كَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهٖ وَ ذَالِكَ اِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَ قَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِيُّ فَقَامَ اِلَيْهِ وَ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَفْعَلُ هٰذَا بِالشِّبْلِيِّ؟ فَقَالَ هٰذَا يَقْرَءُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ اِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ وَ يَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

نے شبلی کے ساتھ یہ سلوک فرمایا ہے، حالاں کہ آپ اور سارے بغداد والے اس کو دیوانہ تصور کرتے ہیں (ابوبکر بن مجاہد نے) فرمایا میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی آئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شبلی نماز کے بعد پڑھتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ آخر سورۃ تک۔ اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (اس وجہ سے ہم نے اس پر شفقت فرمائی ہے)

قارئین کرام، غور فرمایا آپ نے کہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ کے بعد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ) پڑھنے والے حضرت شبلی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی رحمت و شفقت فرمائی کہ اس کے لیے قیام فرمایا اور اس کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمال مبارک کی زیارت سے مشرف فرمایا، اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہوتا تو کیا مشرک و بدعتی کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ

درود شریف پڑھنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور ﷺ شفقت ورحمت فرماتے ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں رہتے تھے۔

توجہ: اس درود شریف کے پڑھنے کو جو، شرک کہا جانے لگا ہے اس کو شرک ثابت کرنے کے لیے ان مفتیوں کی طرف سے اس کی دو وجہیں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس میں عَلَیْكَ آتا ہے اور وہ خطاب کا صیغہ ہے اور خطاب اس کو کیا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو اور سنتا ہو، نبی اکرم ﷺ نہ تو سامنے موجود ہیں اور نہ سنتے ہیں لہذا یہ شرک ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں یَا حرف ندا آتا ہے اور غیر اللہ کو ندا کرنا شرک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ پانچوں وقت نماز میں بھی شرک ہوتا ہے اور نماز پڑھنے والے سب کے سب مشرک ہیں، کیوں کہ ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی تو یا حرف ندا محذوف اور خطاب کا صیغہ عَلَیْكَ موجود ہے لہذا جو لوگ اس درود شریف کو شرک کہتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ نماز کو بھی شرک کہہ دیں اور غالباً وہ دیوبندی وہابی مفتی بھی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ہی پڑھتے ہوں گے تو وہ بھی مشرک ہوئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں	لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ نماز میں پڑھنا محض حکایۃً نہیں، بلکہ انشاء ہے اس میں حضور ﷺ پر سلام مقصود ہے۔ چناں چہ درِ مختار ص 354 میں ہے کہ

وَ یَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیَهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَاءِ كَاَنَّهٗ یُحَیِّی اللهَ وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَ عَلٰی نَفْسِهٖ وَ اَوْلِیَآءِهٖ لَا الْاِخْبَارَ عَنْ ذَالِكَ ذَكَرَهٗ فِی الْمُجْتَبٰی

تشہد کے الفاظ سے اس کے معانی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے، انشاء کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اس کے نبی ﷺ پر اور اس کے اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے، اخبار کا

ارادہ نہ کرے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یوں فرمایا:

أَیْ لَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَۃَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ مِنْ رَبِّہٖ سُبْحَانَہٗ وَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ

کہ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ میں واقعہ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے.......

(رد المختار، ص 358)

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کے بیان میں فرماتے ہیں:

ونیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر آن کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیش تر وقوی تر است وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ص 312)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں میں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیوں کہ اس مقام میں نورانیت وانکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اس لیے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب السلام علیك ایھا النبی اس لیے ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو، تاکہ نور و معرفت کے اسرار

سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ التحیات کے بیان فرماتے ہیں:

وَ اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ شَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ وَ لْیَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ عَلَیْكَ مَا ھُوَ اَوْفٰی مِنْہُ

(احیاء العلوم، ج 1، ص 107)

کہ اے نمازی التحیات میں السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کا تصور دل میں جما کر السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ عرض کر اور یقین جان کہ یہ سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب وافی اپنی شان کریمہ کے لائق فرماتے ہیں۔

قطب ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیَّ خَوَّاصَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّیَ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَھُّدِ لِیَنْتَبِہَ الْغَافِلِیْنَ فِیْ جُلُوْسِھِمْ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی شُھُوْدِ نَبِیِّھِمْ فِیْ تِلْكَ الْحَضْرَۃِ فَاِنَّہٗ لَا یُفَارِقُ حَضْرَۃَ اللّٰہِ اَبَدًا فَیُخَاطِبُوْنَہٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَھَۃً

(کتاب المیزان، مطبوعہ مصر، ص 145)

میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لیے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو)

سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

اس عبارت میں شُهُوْدِ نَبِيِّهِمْ فِيْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ (نبی کریم ﷺ کی بارگاہ ایزدی میں جلوہ گر ہونا) اور فَاِنَّهٗ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللّٰهِ اَبَدًا (نبی کریم ﷺ بارگاہ الٰہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے) اور فَيُخَاطِبُوْنَهٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً (بالمشافہ یعنی حضور کے روبرو حضور ﷺ کو سلام کے خطاب کرتے ہیں) خاص طور پر قابل غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں، ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کور باطن کا یہ کہنا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے، خود حضور بارگاہ ایزدی میں حاضر نہیں ہوتے، کیسی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی ہے، بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور خیال خام کو قبول کر سکتا ہے؟

اس مضمون کو تشہد کے بیان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حسب ذیل ایمان افروز عبارت میں ارقام فرمایا ہے۔

وَ يَحْتَمِلُ اَنْ يُّقَالَ عَلٰى طَرِيْقِ اَهْلِ الْعِرْفَانِ اَنَّ الْمُصَلِّيْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَكُوْتِ بِالتَّحِيَّاتِ اُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِيْ حَرِيْمِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ فَقَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّهُوْا عَلٰى ذٰلِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ بَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَالْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

اہل عرفان کے طریقے پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لا یموت (اللہ تعالیٰ کی) بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں انہیں یہ جو شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکت متابعت کا طفیل ہے نمازیوں

(فتح الباری، جلد ثانی، مطبوعہ مصر، ص 250)

نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی میں نبی اکرم ﷺ جلوہ گر ہیں حضور اکرم ﷺ کو دیکھتے ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ کہتے ہوئے حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے۔

یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 6، ص 111، اور مواہب اللدنیہ جلد ثانی ص 320، زرقانی شرح مواہب جلد 7، ص 229، زرقانی شرح موطا امام مالک، جلد اول، ص 170، سعایہ جلد ثانی، ص 227، فتح الملہم، جلد ثانی، ص 143، اوجز المسالک، جلد اول، ص 265 پر بھی بعینہا مرقوم ہے۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لیے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کر لیا مَنْ شَآءَ الْاِطِّلَاعَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْهَا۔

(تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر، ص 59، مصنفہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی)

نوٹ: ۔ (جو آگہی چاہے وہ ان کتب میں دیکھ لے)

مقام غور ہے کہ ان تمام محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی و امام قسطلانی و امام بدر الدین عینی و امام زرقانی و حجۃ الاسلام امام محمد غزالی و شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم حتیٰ کہ سر گروہ منکرین صاحب فتح الملہم و اوجز المسالک سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فَاِذَا الْحَبِیْبُ فِیْ حَرَمِ الْحَبِیْبِ حَاضِرٌ یعنی جب نمازی دربار الٰہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرم حبیب میں حاضر پاتا ہے اور فوراً عرض کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا انہوں نے حاضر کے معنی غائب

اور اثبات کے معنی نفی سمجھ لیے۔ یہ ان کی اپنی شومئ قسمت اور کور باطنی ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرم حبیب کی حاضری اور جمال حبیب کے مشاہدہ کی سعادت ہی نصیب نہ ہوئی۔

سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی قرار دینے والے ''مفتی صاحبان'' نہیں معلوم ان اکابر حضرات کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو یہ فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جب سلام عرض کرو تو یہ عقیدہ رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہمارا سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہو رہا ہے۔

یہ محدثین حضرات تو بہت بڑے بڑے ائمہ ہیں، اسلامی دنیا میں ان کا مقام اہل علم سے مخفی نہیں خود غیر مقلدین کے امام جناب نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں:

ونیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابداں است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیش تر قوی تر است وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بہ انوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد آرے۔	کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں اور تمام اوقات میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیوں کہ اس مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اس لیے بعض عارفوں نے فرمایا۔ کہ یہ خطاب یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اس لیے ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے منور اور

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت
(مسک الختام شرح بلوغ المرام، ص 459)

کامیاب ہو جائے۔
عشق کی راہ میں قرب و بعد نہیں
میں آپ کو ظاہر اً دیکھتا اور دعا کرتا ہوں

لیجیے تو اب صاحب نے تو شرک کے انبار لگا دیے۔ فرمارہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات، بلکہ ہر ذرۂ ممکنات میں موجود ہیں۔ نمازی نماز میں حضور اکرم ﷺ کے مشاہدہ سے غافل نہ ہوتا کہ قرب نور اور معرفت کے اسرار سے منور ہو۔ ان پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

الغرض ہر طرح یہ ثابت ہو گیا کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر اور شرک کہنا گویا بے شمار سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنا دینے کے مترادف ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ درود شریف منقول نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے وہ کہا کرتے ہیں کہ سوائے درود ابراہیمی کے اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے (☆)۔ ورنہ ان لوگوں کو چاہیے کہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو منقول ہیں۔ منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کریں گے تو ان کے لیے وہ ناجائز ہو گی جس طرح ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں، اس کا کھانا جائز ہے، اسی طرح ہر وہ درود جو شریعت میں منع نہیں، اس کا پڑھنا جائز ہے۔ کیوں کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا اور پینا مطلق ہے اور صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا میں صلوٰۃ اور سلام مطلق ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں، وہ جائز ہے۔ کیا کوئی مولوی یا مفتی ایسا ہے جو یہ ثابت کر دے کہ حضور ﷺ نے اس درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ سے منع فرمایا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کی تائید ملتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

چنانچہ ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ (جن کے متعلق ملا علی قادری اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں و

☆ اگر درود ابراہیمی کے سوا کوئی دوسرا درود شریف پڑھنا لکھنا جائز نہیں تو درود و سلام کے یہ الفاظ "صلی اللہ علیہ وسلم" ان مفتیوں کے نزدیک کیا حکم رکھتے ہیں؟

ثقة جماعة واحتج به اصحاب الكتب الستة) فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ اَدْرَكْتُ يَقُوْلُ بَلَغَنَا اَنَّهُ مَنْ وَّقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الْاٰيَةَ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ حتى يَقُوْلُهَا سَبْعِيْنَ مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ وَلَمْ تَسْقُطْ لَهٗ حَاجَةٌ (شرح شفا للقاری، ج2، ص151، زرقانی علی المواھب، ج8، ص307)	میں نے بعض ائمہ حدیث سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ آخر تک، پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں۔

علامہ علی برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب کسی حاجت کے لیے صحراو جنگل میں تشریف لے جاتے:

فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (سیرت حلبیہ، ج1، ص361، کنز العمال:35436)	تو آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی گزرتے وہ کہتا اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

علامہ امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْمَنْقُوْلُ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِيْ تَحِيَّتِهٖ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (شفاء قاضی عیاض، ج1، ص454)	منقول ہے کہ صحابہ کرام دربار رسالت میں تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے تھے اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

علامہ امام محمد بن عبد الباقی المالکی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ وَرَدَ فِيْ عِدَّةِ طُرُقٍ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ	کہ بے شک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت (صلوٰۃ کے الفاظ) یوں کہتی تھی یا رَسُوْلَ اللّٰهِ

(زرقانی علی المواہب، ج2،ص331) صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ۔

بیہقی شریف میں ہے صحابہ کرام نے عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلٰوتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ: یا رسول اللہ ہم اپنی نمازوں میں آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ پر اللہ کی صلوٰۃ ہو؟ تو آپ نے فرمایا: کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الخ۔ (بیہقی شریف:2849)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے کہ ایک یہ کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم ہے اور دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کے بھی نماز کے علاوہ الفاظِ صلوٰۃ یہ ہوتے تھے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر لے جانا اور عرض کرنا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کا یارِ غار ابوبکر صدیق حاضر ہے۔ چناں چہ جب آپ کا جنازہ روضہ اقدس پر لایا گیا تو صحابہ کرام نے بایں الفاظ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کر کے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، یہ ابوبکر دروازہ پر حاضر ہیں، فوراً دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر شریف سے آواز آئی اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔

(تفسیر کبیر، ج5،ص475، کنز العمال:35729)

ان روایات سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ پاک میں بھی بصیغہ خطاب و ندا صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا لہٰذا شرک و بدعت نہ ہوا۔ آخر میں مسلمان بھائیوں سے پرزور اپیل ہے کہ ان شرک ساز مفتیوں کے چکر میں نہ آئیں بلکہ نہایت ذوق و شوق، الفت و محبت سے اس درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ کو خوب پڑھیں اور بے شمار رحمتوں اور برکتوں سے سرفراز ہوں۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ندائے ''یارسول اللہ!''

(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ)

نعرۂ رسالت لگانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یا رسول اللہ'' کہہ کر پکارنا، جائز اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے، ملاحظہ ہو، ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (اعراف:158) میرے حبیب فرما دیجئے کہ اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیہ کریمہ میں غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو یا کہہ کر خطاب فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس خطاب کے مخاطب کون ہیں؟

کیا مخاطب مکہ مکرمہ کے وہ چند افراد ہیں جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے، اگر جواب ''ہاں'' ہو تو پھر کہنا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کی طرف رسول بن کر آئے اور آگے جو حکم ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (الآیۃ) کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر، یہ بھی انہیں کے لیے تھا۔ نہیں نہیں، بلکہ یہ خطاب دنیا کے تمام انسانوں کو ہے، جو قیامت تک ہونے والے ہیں، کیوں کہ خطاب عام ہے اور لفظ جَمِیْعًا اس پر قرینہ عموم ہے جیسا کہ مفسرین حضرات کا اس پر اتفاق ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو جو قیامت تک ہونے والے تھے، یا کہہ کر پکارا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج:27) پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے۔

اس حکم الٰہی کو سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور کھڑے ہو کر چاروں طرف پکارا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ! اے لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کو آؤ! حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی آواز ہر ایک روح نے جو ماں باپ کے اصلاب وارحام میں تھی، سن لی جس کی تقدیر میں حج تھا اس کی روح نے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کہا۔

(مدارک وخازن، ج3، ص286)

غور فرمایئے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انسانوں کو یا کہہ کر پکارا، حالاں کہ وہ تمام انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر تو کیا بلکہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور لطف یہ کہ آواز تمام روحوں نے سن لی۔ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں کو حج کے لیے یا کہہ کر پکارا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو اپنی رسالت کے لیے یا کہہ کر پکارا۔ جس نے خلیل اللہ علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا وہ حاجی ہوا اور جس نے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہا وہ مومن ہوا۔

اب پوچھیے ان مفتیوں سے جو کہتے ہیں کہ یا کہہ کر صرف حاضر کو پکارا جاتا ہے جو حاضر نہ ہو، اس کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے۔ اے مفتیو! بولو کیا قیامت تک ہونے والے تمام انسان، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر تھے یا غائب؟ اگر کہیں کہ حاضر تھے تو ان سے پوچھیے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، وہ حاضر کس طرح تھے؟ اور اگر کہیں کہ غائب تھے تو پھر پوچھیے کہ غائبوں کو یا کہہ کر پکارنا تو تمہارے مذہب میں شرک ہے، تو کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیل اللہ علیہ السلام نے شرک کیا تھا اور کیا ان کو اللہ نے شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟ (معاذ اللہ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو:

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ فَوْقَ الْبُیُوْتِ وَ تَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صحیح مسلم شریف:75)	مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خادم گلیوں میں متفرق ہو گئے اور سب کے سب ندا کرتے یعنی نعرے لگاتے تھے یا محمد، یا رسول اللہ، یا رسول

اللہ۔ (صلی اللہ علیک وسلم)

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ خوشی کے وقت نعرہ رسالت یعنی یا محمد یا رسول اللہ کی صدا لگانا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ حضور ﷺ کے زمانہ پاک اور آپ کی موجودی میں لگایا گیا دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو یا کہہ کر پکارنا شرک نہیں، اگر شرک ہوتا تو حضور ﷺ کا فرض تھا کہ انہیں منع فرما دیتے اور شرک سے بچاتے۔

بلکہ حضور اکرم ﷺ نے خود یا رسول اللہ کہنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ چناں چہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک نابینا صحابی کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ (ابن ماجہ: 1385، نسائی: 10419، ترمذی: 3578، حاکم: 1180، بیہقی، ابن خزیمہ: 1219، طبرانی: 508، کنزالعمال: 3640)

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد ﷺ کہ نبی رحمت ہیں۔ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی! حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں عطا کر دیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔ (معجم طبرانی صغیر)

اس حدیث مبارک میں ادنیٰ سا غور کرنے سے معلوم ہوگا حدیث مبارک کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول میں حضور سید عالم ﷺ کے وسیلہ مبارک کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا۔ حصہ دوم میں حضور ﷺ کو بہ حرف ندا یا مُحَمَّد کہہ کر یہ عرض کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) حضور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاجت پیش کی گئی

ہے تا کہ پوری ہو، حضور آپ بھی ازراہ کرم ذرا سفارش فرمادیں۔ حصہ سوم میں پھر اللہ کے دربار میں عرض کیا گیا کہ اے اللہ! ہماری اس حاجت کے سلسلہ میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔ اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ وہ دعا ہے جو حضور ﷺ نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی۔ اب ان مفتیوں سے پوچھیے کہ حضور ﷺ کے وسیلے سے مانگنا اور حضور کو یا کہہ کر پکارنا، اور حضور ﷺ کو شفیع ماننا، اگر شرک و بدعت ہے، تو کیا حضور ﷺ نے اپنے صحابی کو شرک و بدعت کی تعلیم دی تھی؟ اور کیا وہ صحابی شرک و بدعت کے مرتکب ہوئے تھے؟ (معاذ اللہ) معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ نے خود یہ تعلیم فرمائی ہے کہ اللہ سے مانگو تو ہمارے وسیلہ سے مانگو، اور ہمیں یا رسول اللہ کہہ کر ہماری شفاعت طلب کرو۔ اب دیکھیے صحابہ کرام تابعین عظام، ائمہ، علماء، اولیاء، مومنین کا عمل اس بارے میں کیا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص امیر المومنین کے دربار میں اپنی کوئی حاجت لے کر حاضر ہوا، امیر المومنین نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا، اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں محتاج ہوں مگر امیر المومنین میری طرف التفات نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو! اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ الخ (وہی دعا جو اوپر گزری ہے) اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نماز کے بعد یہی دعا پڑھی اور پھر امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو نہایت شفقت و محبت سے بلا کر اپنے پاس قالین پر بٹھایا اور ان کی التجا سنی، اور ان کی حاجت روائی کی اور فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو! اس کے بعد وہی صاحب حضرت عثمان بن حنیف کے پاس حاضر ہوئے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے امیر المومنین کے پاس میری سفارش فرمائی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے مجھ پر نہایت مہربانی فرمائی ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا قسم خدا کی میں نے آپ کی کوئی سفارش امیر

المومنین کے پاس نہیں کی بلکہ یہ اس دعا کی برکت ہے جو میں نے آپ کو بتائی تھی کہ بعد نماز اسے پڑھنا، کیوں کہ یہی دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایک نابینا کو تعلیم فرمائی۔ جب اس نابینا نے نماز کے بعد اس دعا کو پڑھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا۔ (معجم طبرانی صغیر:508)

چناں چہ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عمل الیوم واللیلہ" میں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر صاحب اور ان جیسے دیگر بزرگان دین فرماتے ہیں کہ آج بھی اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آوے تو دو رکعت نماز کے بعد یہی دعا پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے گا (مجربات عزیزی) اور یہ اسی صحابی کے لیے نہ تھی، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہر حاجت مند کے لیے اس کا پڑھنا جائز ہے اور بہت ہی باعث رحمت و برکت ہے۔

دیکھئے اس میں وسیلہ بھی ہے اور ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اگر یہ دعا شرک و بدعت ہوتی تو کیا امام جلال الدین سیوطی و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحبان شرک و بدعت کے کرنے کا حکم فرما رہے ہیں؟ اور کیا ان کو شرک و بدعت کا زیادہ علم تھا یا آج کل کے شرک و بدعت ساز مفتیوں کو زیادہ علم ہے؟

امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا، انہوں نے یا محمد اہ کہا، اسی وقت اچھا ہو گیا۔ (کتاب الاذکار، ص 36)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے کہ اگر کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ کیا کہے، پھر یہ حدیث لکھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ (الادب المفرد ص 142:964)	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے ان سے کہا کہ اس کو یاد کرو جو تمہیں سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔

عبداللہ نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)

پاؤں اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

گویا امام بخاری نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے یہ قانون بنا دیا کہ جب بھی کسی کا پاؤں سو جائے تو وہ یا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم) کہے، پاؤں ٹھیک ہو جائے گا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی نے ایسا کیا۔ کیا امام بخاری کو شرک و بدعت کا علم نہیں تھا؟ اگر "یا رسول اللہ" کہنا شرک ہوتا، تو امام بخاری کبھی یہ قانون نہ بناتے اور یہ امر ان دونوں صحابیوں کے علاوہ اور بزرگوں سے بھی مروی ہے۔ اہل مدینہ میں یا محمداہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔ (دیکھو نسیم الریاض شرح شفاء)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا۔

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رِجَاءَنَا وَ کُنْتَ بِنَا بِرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِیًا

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ہماری امید گاہ تھے اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے۔

وَ کُنْتَ رَحِیْمًا هَادِیًا وَ مُعَلِّمًا لِیَبْكِ عَلَیْكَ الْیَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِیًا

اور آپ رحیم، ہادی اور معلم تھے جس کو رونا ہو آج آپ پر روئے۔

فِدًی لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُمِّیْ وَ خَالَتِیْ وَ عَمِّیْ وَ خَالِیْ ثُمَّ نَفْسِیْ وَ مَالِیَا

رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) پر فدا میری ماں اور میری خالہ اور میرا چچا اور میرا ماموں پھر میری جان اور میرا مال۔ (زرقانی علی المواهب، ج8، ص284، سبل الہدی والرشاد 86/11)

حلب، ایک مستقل سلطنت تھی، اس میں دو بھائی تھے۔ ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوقنا تھا، یوحنا عابد و زاہد اور یوقنا بہادر سپاہی تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسلام نے حلب کی طرف رخ کیا تو یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار ہوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح کی رائے دی، یوقنا نہ مانا اور اپنی بہادری و کثرت پر ناز کرتے

لگا، کیوں کہ مسلمان لشکر صرف ایک ہزار کی تعداد میں تھا، یوحنا نے کہا بھائی شاید تمہاری موت قریب آ پہنچی ہے جو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو۔ بہر حال یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا، باوجود اس کے مسلمان ابھی سنبھلنے نہ پائے تھے اور تعداد میں قلیل بھی تھے مگر پھر بھی نہایت ہی استقلال و جواں مردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مقابلہ جاری تھا کہ اچانک دشمن کی مدد کے لیے اور بہت زیادہ فوج آ گئی اور آتے ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس فوج کثیر کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ چناں چہ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سالار لشکر نہایت اضطرار کی حالت میں یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰهِ اَنْزِلْ پکارتے اور مسلمانوں کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں، ابھی نصرت آتی ہے، ایک رات اسی حالت میں میدان کارزار گرم رہا، اسی اثنا میں اہل حلب نے آ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر صلح کر لی جب وہ شہر کو واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہل حلب مسلمانوں سے صلح کر کے ان کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوج کثیر کے ساتھ اس صلح کے الزام میں اہل شہر پر ہلہ بول دیا اور قتل عام شروع کر دیا۔ جس سے شہر میں کہرام (قہر عام) مچ گیا۔ یوحنا نے آ کر بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی اور اس قسم کی باتیں کیں جن سے مسلمانوں کی طرف داری معلوم ہوتی تھی۔ یوقنا پہلے ہی بہت غصے میں تھا کہ اہل شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ ایسے میں اپنے بھائی کی طرف داری دیکھ کر اور غضب ناک ہو گیا۔ اور بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان کی طرف منھ کر کے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ میں اپنی قوم کے دین کا مخالف ہوں اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو تمہاری مرضی ہو کرو! یوقنا نے اپنی تلوار سے بھائی کا سر جسم سے جدا کر دیا، اور پھر اہل شہر کے قتل عام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی تین سو آدمی قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں آ پہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی۔ یہاں تک کہ یوقنا تاب نہ لا سکا اور فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہوا۔ پانچ ماہ تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو

بہت مصیبتیں پہنچائیں اچانک ایک روز یوقنا نے حضرت ابو عبیدہ کو اطلاع دی کہ میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب میں تمہارا بھائی ہوں اور اس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمہ توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی، اس نے کہا اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیوں کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف نہیں سمجھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تشریف فرما ہیں کہ ان کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن اور ان کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے میں نے لوگوں سے پوچھا، یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی کہ اگر آپ نبی ہیں تو دعا کیجئے کہ مجھ کو عربی آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے یوقنا میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی ہے۔ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پڑھو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہ سنتے ہی میں کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جب بیدار ہوا تو میرے منہ سے کستوری سے بہتر خوشبو آ رہی تھی اور مجھے عربی بھی آ گئی تھی۔ اے ابو عبیدہ! جس طرح میں اب تک اطاعت شیطان میں جنگ کرتا تھا۔ اب اللہ کی راہ میں کروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی یوحنا سے جا ملوں۔ اب میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں ہے۔ ملخصاً۔ (فتوح الشام 239/1، تاریخ التواریخ)

دیکھئے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے جب کفار کی بے شمار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا سرفراز ہونا دشوار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا کہ حضور جلد مدد فرمایئے اور اس کا ظہور بھی اسی طرح ہوا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور فتح بھی کیسی کہ خود فریق مخالف بادشاہ کا مسلمان ہو کر اسلام فوج کا ایک سپاہی اور خادم اسلام بن گیا۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعب رضی اللہ عنہ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پکارا، بلکہ یہ صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ تنگی اور مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے، اور مدد طلب کرتے اور اس کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان تعداد میں بہت ہی کم تھے، اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اور سختیاں جھیلیں کہ پاؤں اکھڑ گئے۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے جو ثابت قدم تھے، یہ دیکھا کہ اب حالت نہایت نازک ہے تو ثُمَّ نَادٰی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُھُمْ یَوْمَئِذٍ یَا مُحَمَّدَاہُ۔

(البدایہ والنہایہ، ج2، ص324، ابن اثیر، ج2، ص152 طبری، ج3، ص250)

ترجمہ: پھر انہوں نے مسلمانوں کے شعار کے مطابق ندا کی اور اس دن ان کا شعار یہ ندا تھی یَا مُحَمَّدَاہُ۔

چناں چہ ہر صحابی کی زبان پر یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ جاری تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب ہلاک ہو کر واصل بہ جہنم ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ دیکھئے اس جنگ میں سب صحابہ ہی تھے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے ساتھ ہی فوراً یہ جنگ ہوئی۔ ثابت ہوا کہ جنگ میں یَا مُحَمَّدَاہُ کہنا شعار صحابہ تھا۔

جنگ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی فوج صرف ستائیس ہزار تھی ان میں ایک سو وہ صحابی بھی تھے جو بدری تھے چوں کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اسی وجہ سے بار بار ہزیمت ہوئی اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، چناں چہ ایک بار فوج کے اس حصہ کو ہزیمت ہوئی جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا گزر عورتوں پر ہوا۔ ہندہ، جو ابوسفیان کی بیوی تھیں، انہوں نے خیمے کا ستون لیا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے منھ پر مار کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ''اے صخر حرب کے بیٹے کہاں بھاگ رہے ہو یہ وقت جان فدا کرنے کا ہے تاکہ اس کا بدلہ ہو جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مقابلہ میں تم کفار کو برانگیختہ کیا کرتے تھے۔ چناں چہ اپنی شکستہ فوج کے ساتھ پھرے اور کفار پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے حضرت خالد بن ولید نے بھی سخت حملہ کیا۔ اس وقت سب کی زبان پر یا محمد یا منصور امتک جاری تھا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے فتح مند اپنی امت کی خبر لیجئے۔ خبر لیجئے۔ (تاریخ التواریخ وواقدی۔ فتوح الشام 197/1)

غور کیجئے کہ جب صحابہ اور تابعین جن کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھی اور وہ چار پانچ لاکھ کے مقابلے میں ہوں گے تو کیسا سخت وقت ہوگا اور انہوں نے اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کر استمداد کی، اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس ندا کو عین صواب (درست) سمجھتے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب اہل اسلام البھنساء کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو ایک رات وہاں کے بادشاہ نے ایسے شب خون مارا کہ اہل اسلام غفلت میں تھے، کوئی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ کفار کی فوج کثیر نے خون ریزی شروع کردی۔ صحابہ کا بیان ہے کہ وہ رات ایسی پرآشوب اور مصیبت کی تھی کہ ایسی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اس حالت اضطرار میں سب کی زبان پر یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰهِ انْزِلْ جاری تھا۔ (فتوح الشام 265/2)

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور اسی قسم کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک رات سطیموس دس ہزار سوار لے کر قلعہ سے باہر نکلا اور نہایت سرعت سے اہل اسلام پر شب خون مارا، جس سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گڑبڑ سنتے ہی پکار کر کہا:

وَاغَوْثَاهُ وَامُحَمَّدَاهُ وَ اسلَامَاهُ كِيْدَ قَوْمِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ　یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کعبہ کی قسم، میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا ہے، فریاد رسی کیجئے تاکہ یہ سلامت رہیں! (فتوح الشام 276/2)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے میسرہ بن مسروق کو چار ہزار سپاہیوں کا امیر مقرر کر کے دروب کی طرف روانہ فرمایا، ہرقل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ادھر کا قصد کیا ہے تو اس نے تیس ہزار کا لشکر مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے روانہ کردیا۔ جب ہرقل کا لشکر قریب پہنچا

تو میسرہ امیر اسلام متفکر ہوئے، حضرت عبداللہ بن حذافہ نے سبب دریافت کیا، کہا مجھے اپنی ذات کی کچھ فکر نہیں، خوف ہے تو یہ کہ مسلمان کم ہیں اور کفار زیادہ پس مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت حذافہ نے کہا، اے امیر! ہم لوگ کبھی موت سے نہیں ڈرتے، ہم نے تو اپنی جانیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں، چناں چہ کفار کا لشکر اسلام کے مقابلہ میں آ گیا اور ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا اے اہل عرب معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں موت یہاں گھیر لائی ہے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ تمہیں قید کر کے ہرقل کے پاس بھیج دیں، ورنہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ یہ سن کر ابو الہول دامس رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی اس وقت دامس رضی اللہ عنہ کی ہم راہی میں ایک ہزار اشخاص تھے جو یَا مُحَمَّدَاهُ یَا مُحَمَّدَاهُ کہتے ہوئے حملہ کرتے تھے۔ ملخصا (7/2)

کیا فرماتے ہیں وہ مفتی صاحبان؟ ان حضرات صحابہ و تابعین کے بارے میں، جنہوں نے مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور مدد مانگی، کیا یہ حضرات مشرک تھے؟ العیاذ باللہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط پڑ گیا یعنی ایک عرصہ تک بارش نہ ہوئی تو ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَسْقِ اللّٰهَ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَنَامِ فَقَالَ اِيْتِ عُمَرَ فَاَقْرِءْهُ مِنِّى السَّلَامَ وَ اَخْبِرْهُمْ اِنَّهُمْ مُسْقُوْنَ (البدایہ والنہایہ، ج 7، ص 92)

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش مانگئے ورنہ وہ ہلاک ہو جائے گی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو خواب میں ملے اور فرمایا عمر فاروق کے پاس جا اور ان کو میرا سلام کہہ اور ان کی بارش کی بشارت دے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 18ھ میں پھر قحط پڑا۔ جسے عام الرمادہ کہتے ہیں۔ اس قحط میں حضرت بلال ابن الحارث مزنی رضی اللہ عنہ سے ان کی قوم بنی مزینہ نے

درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجیے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے انہوں نے اصرار کیا، آخر بکری ذبح کی گئی اور کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر حضرت بلال نے:

فَنَادٰی یَا مُحَمَّدَاہُ فَاُرٰی فِی الْمَنَامِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاہُ فَقَالَ اَبْشِرْ (ابن اثیر، ج 2، ص 235، البدایہ والنہایہ، ج 7، ص 91)

ندا کی یا محمداہ! حضور اکرم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور بشارت دی۔

امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ملک شام میں تین بھائی مجاہد تھے جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے۔

فَاَسَرَهُمُ الرُّوْمُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْكُمُ الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُكُمْ بَنَاتِیْ وَ تَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ النَّصْرَانِیَّةِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا یَا مُحَمَّدَاہُ فَاَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَةِ قُدُوْرٍ فَصُبَّ فِیْهَا الزَّیْتُ اُوْقِدُ تَحْتَهَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ یُعْرَضُوْنَ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ عَلٰی تِلْكَ الْقُدُوْرِ یُدْعَوْنَ اِلٰی دِیْنِ النَّصْرَانِیَّةِ فَیَاْبُوْنَ فَاُلْقِیَ الْاَكْبَرُ فِی الْقِدْرِ ثُمَّ اُدْنِیَ الْاَصْغَرُ فَجَعَلَ یَفْتِنُهٗ عَنْ دِیْنِهٖ بِكُلِّ اَمْرٍ فَقَامَ اِلَیْهِ عِلْجٌ فَقَالَ اَیُّهَا الْمَلِكُ اَنَا اَفْتِنُهٗ عَنْ دِیْنِهٖ قَالَ بِمَاذَا؟ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ الْعَرَبَ اَسْرَعُ شَیْءٍ اِلَی النِّسَآءِ وَلَیْسَ فِی الرُّوْمِ اَجْمَلُ مِنْ اِبْنَتِیْ

ایک دفعہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا بادشاہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ملک دوں گا، اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کروں گا تم لوگ نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمداہ۔ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان میں تیل ڈالا گیا، جو تین دن تک کھولتا رہا، وہ روزانہ انہیں دکھایا جاتا اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی مگر وہ انکار کرتے رہے۔ اس پر پہلے بڑا بھائی اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا پھر دوسرا بھی ڈالا گیا، تیسرا جو چھوٹا تھا وہ بھی قریب لایا گیا تو اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف

فَادْفَعْهُ إِلَيَّ حَتّٰى أُعْنِيَهُ مَعَهَا فَإِنَّهَا سَتَفْتِنُهُ فَضَرَبَ لَهُ أَجَلًا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَدَفَعَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَ بِهِ فَأَدْخَلَهُ مَعَ ابْنَتِهِ وَأَخْبَرَهَا بِالْأَمْرِ فَقَالَتْ لَهُ دَعْهُ فَقَدْ كَفَيْتُكَ أَمْرَهُ فَقَامَ مَعَهَا نَهَارَهُ صَائِمٌ وَلَيْلَهُ قَائِمٌ حَتّٰى مَضٰى أَكْثَرُ الْأَجَلِ فَقَالَ الْعِلْجُ لِابْنَتِهِ مَا صَنَعْتِ قَالَتْ مَا صَنَعْتُ شَيْئًا هٰذَا رَجُلٌ فُقِدَ أَخَوَاهُ فِيْ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ فَأَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ امْتِنَاعُهُ مِنْ أَجْلِهِمَا كُلَّمَا رَاٰى اٰثَارَهُمَا وَلٰكِنِ اسْتَزِدِ الْمَلِكَ فِي الْأَجَلِ وَانْقُلْنِيْ إِيَّاهُ إِلٰى بَلَدٍ غَيْرِ هٰذَا فَزَادَهُ أَيَّامًا فَأَخْرَجَهُمَا إِلٰى قَرْيَةٍ أُخْرٰى فَمَكَثَ عَلٰى ذٰلِكَ أَيَّامًا صَائِمَ النَّهَارِ حَتّٰى إِذَا بَقِيَ مِنَ الْأَجَلِ أَيَّامٌ قَالَتْ لَهُ الْجَارِيَةُ لَيْلَةً يَا هٰذَا إِنِّيْ أَرَاكَ تُقَدِّسُ رَبًّا عَظِيْمًا وَإِنِّيْ قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِيْ دِيْنِكَ وَتَرَكْتُ دِيْنَ اٰبَائِيْ قَالَ لَهَا فَكَيْفَ الْحِيْلَةُ فِي الْهَرَبِ قَالَتْ أَنَا أَحْتَالُ لَكَ وَجَاءَتْهُ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَاهَا فَكَانَا يَسِيْرَانِ بِاللَّيْلِ وَيَكْتُمَانِ بِالنَّهَارِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَسِيْرَانِ لَيْلَةً إِذْ سَمِعَا وَقْعَ الْخَيْلِ فَإِذَا هُوَ

کرنے کی ہر طرح کی کوشش کی اس پر ایک درباری نے عرض کی اے بادشاہ، اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کرلوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح؟ کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہوجاتے ہیں۔ اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی خوب صورت نہیں ہے، اس کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں، وہ اس کو بہکا لے گی، چالیس دنوں کی میعاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو درباری کے سپرد کر دیا، وہ اس کو اپنے مکان پر لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس واقعے کی اطلاع دی، لڑکی نے کہا تم بے فکر رہو، یہ میرا کام ہے۔ اب وہ شامی مجاہد دن بھر روزہ رکھتا اور تمام شب عبادت کرتا (اور اس لڑکی کی طرف) نظر نہ کرتا یہاں تک کہ میعاد ختم ہوگئی۔ اب اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا کچھ نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ چوں کہ اس کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں، میرا گمان ہے کہ یہ ان

بِأَخَوَيْهِ وَ مَعَهُمَا مَلَائِكَةٌ رُسُلٌ إِلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَ سَأَلَهُمَا عَنْ حَالِهِمَا فَقَالَا مَا كَانَتْ إِلَّا الْغَطْسَةُ الَّتِيْ رَأَيْتَ حَتّٰى خَرَجْنَا فِي الْفِرْدَوْسِ وَ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنَا إِلَيْكَ لِنَشْهَدَ تَزْوِيْجَكَ بِهٰذِهِ الْفَتَاةِ فَزَوَّجُوْهُ إِيَّاهَا وَ رَجَعُوْا (عیون الحکایات و شرح الصدور، ص 89، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم: 329/8)

کے صدمے کی وجہ سے باز رہے، اس لیے مناسب ہے کہ بادشاہ سے اس میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے۔ چناں چہ ایسا ہی کیا گیا۔ لیکن اس شامی مجاہد کی حالت وہاں بھی وہی رہی، دن بھر کا روزہ اور ساری رات کی عبادت، یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم ہونے کے قریب پہنچی، تو ایک شب اس لڑکی نے کہا، اے شخص! میں تجھے رب عظیم کی تقدیس و اطاعت میں مشغول دیکھتی ہوں، اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا ہے، اس کے بعد اب دونوں مشورہ کر کے وہاں سے ایک سواری پر بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے رہتے، رات کو سفر کرتے۔ ایک شب یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی، دیکھا تو وہ گھڑ سوار، شامی کے وہی دونوں بھائی تھے جن کو تیل میں ڈال دیا گیا تھا اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی، شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور

ان کا حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ وہ
ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے
کھولتے تیل میں مارا اس کے بعد ہم
جنت الفردوس میں جا نکلے، اب اللہ تعالیٰ
نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس
صالحہ لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں،
چناں چہ دونوں کی شادی کر کے وہ واپس
ہو گئے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں: کَانُوْا مَشْهُوْرِیْنَ بِذٰلِكَ مَعْرُوْفِیْنَ بِالشَّامِ فِی الزَّمَنِ الْاَوَّلِ۔ یعنی یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں رہتے تھے اور ان کا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصائد لکھے اور یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس، دار السلام کی سرحد کا شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا تھا۔ ہارون الرشید کا زمانہ تابعین و تبع تابعین کا زمانہ تھا۔ تو یہ تینوں حضرات اگر تابعی نہ تھے تو تبع تابعین ضرور تھے۔

اگر تکلیف و مصیبت کے وقت حضور اکرم ﷺ کو پکارنا شرک ہے، تو مشرک کی شہادت و مغفرت کیسی؟ اور جنت الفردوس میں جانا کیا معنی؟ اور اس کے ساتھ شادی میں فرشتوں کا بھیجنا کیوں کر مقبول ہوا؟ اور دین کے ان اماموں نے اس روایت کو کیوں کر قبول کیا، اور ان کی شہادت و مغفرت اور ولایت کیوں کر مسلم رکھی؟

میدان کربلا میں جب ظالموں نے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو آپ کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کے کٹے پھٹے جسم مبارک کو خاک و خون میں آلودہ پڑے ہوئے دیکھ کر روتے ہوئے حضور ﷺ کو یوں پکارا:

یَا مُحَمَّدَاهُ یَا مُحَمَّدَاهُ صَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰهُ یا محمداہ، یا محمداہ، آپ پر اللہ کا اور آسمان

وَمَلَكُ السَّمَآءِ۔ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ۔ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ يَا مُحَمَّدَاهُ وَ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِيْ عَلَيْهَا الصَّبَا

(البدایہ والنہایہ، ج 8، ص 193)

کے فرشتوں کا درود ہو، یہ حسین بے گور و کفن پڑے ہیں، خون میں لت پت اعضاء کٹے ہوئے ہیں۔ یا محمداہ! آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی اولاد کو قتل کر دیا گیا ہے ان پر ہوا خاک ڈال رہی ہے۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے دربارِ رسالت میں یوں فریاد کی۔

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
مَحْبُوْسِ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ فِيْ مَوْكَبٍ وَ الْمُزْدَحَمِ

ترجمہ: اے رحمت للعالمین (صلی اللہ علیک وسلم) زین العابدین کی مدد کو پہنچو اس ازدحام میں وہ ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں التجا کرتے ہیں۔

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى　جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ　لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

(مجموعۃ القصائد، ص 42، مطبوعہ مجتبائی دہلی، 1327ھ)

ترجمہ: اے ساری مخلوقات سے بزرگ ترین اے نعمت الٰہی کے خزانے اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمایئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں کیوں کہ سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔

حضرت ابوالحسن امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مرض فالج میں مبتلا تھے اور شدت مرض کی انتہائی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ　سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

اے بہترین خلق! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ

لوں! مہربانی فرماؤ! چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی فرمائی، خواب میں تشریف لا کر دست رحمت پھیرا بیماری دور ہوگئی۔ (قصیدہ بردہ شریف)

سیدی عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی یوں فریاد کرتے ہیں۔

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی زمہجوراں چرا فارغ نشینی

(زلیخا)

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے، یارسول اللہ رحم فرمایئے! کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں! پھر ہم مجوروں سے فارغ کیوں ہو بیٹھے؟

شمس العارفین حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
یا رسول اللہ تو دانی امتان عاجزاند عاجزاں را راہ نما و جملہ را ماوی توئی

یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) خالق ذوالجلال کے برگزیدہ لاثانی حبیب ایک صرف آپ ہی ہیں، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ جانتے ہیں کہ آپ کی امت عاجز ہے، ان عاجزوں کے رہنما اور سب کو پناہ دینے والے بھی آپ ہی ہیں۔

حضرت سیدی شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر نہ بودے یارسول اللہ ذات پاک تو ہیچ پیغمبر نہ بروے دولت پیغمبری

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ کی ذات پاک نہ ہوتی تو کوئی پیغمبر دولت پیغمبری سے سرفراز نہ ہوتا۔

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چہ وصفت کند سعدی نا تمام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

سعدی ناتمام آپ کے اوصاف کیا بیان کرسکتا ہے، یارسول اللہ آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ شَرُفَتْ قَصَائِدِيْ بِمَدِيْحِ فِيْكَ قَدْرًا صِفَا

اے میرے سردار۔اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)۔آپ کی مدح وثنا سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہو گئے۔

مَدَحْتُكَ الْيَوْمَ اَرْجُو الْفَضْلَ مِنْكَ غَدًا مِنَ الشَّفَاعَةِ فَالْحِظْنِيْ بِهَا طَرَفَا

میں نے آج آپ کی مدح کی ہے اور کل قیامت کے دن میں آپ سے احسان اور شفاعت کا امیدوار ہوں تو میری طرف نگاہ کرم رکھیے گا۔

بِبَابِ جُوْدِكَ عَبْدٌ مُّذْنِبٌ كَلِفٌ يَا اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا مُشْرِقًا وَّتُقًا

آپ کی سخاوت کے دروازے پر ایک گناہ گار عاشق زار، بندہ کھڑا ہے، اے سب لوگوں سے زیادہ حسین چہرے والے۔

بِكُمْ تَوَسَّلَ يَرْجُوا الْعَفْوَ مَنْ زَلَلٍ مِنْ خَوْفِهٖ جَفْنُهُ الْهَامِيْ لَقَدْ ذَرَفَا

(اس بندہ نے) آپ کے ساتھ توسل کر کے گناہوں کی بخشش کی امید کی ہے (وہ گناہ) جن کے خوف سے اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

(المجموعۃ النبھانیہ فی المدائح النبویہ، ج1، ص58)

امام الاولیاء سیدی ابو مدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَهُوَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ وَّهُوَ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ غَدًا فِي الْمَوْقِفِ

یہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ وہ ہیں جن کی کل دن میں شفاعت کی امید ہے۔

يَا خَيْرَ مَبْعُوْثٍ وَّ اَكْرَمَ شَافِعٍ كُنْ مُنْقِذِيْ مِنْ هَوْلِ يَوْمٍ مُّوْجِفٍ

اے بہترین رسول اور بزرگ شفاعت کرنے والے۔آپ مجھے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچائیں۔

صَلّٰى عَلَيْكَ اللهُ يَا خَيْرَ الْوَرٰى مَا لَاحَ بَرْقٌ فِي السَّمَاءِ وَمَا خَفِيْ

اے ساری مخلوقات سے بہتر، آپ پر اللہ تعالیٰ کا درود ہو جب تک کہ آسمان میں بجلی

چکے اور چھپے۔ (المجموعۃ النبھانیہ، ج2، ص380)

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطف خود سرو سامان جمع بے سروپا کن

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو، اے بہترین امید گاہ اور بہترین عطا فرمانے والے۔

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

وہ بہترین جس سے سختی ومصیبت دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جس کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وَاَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ اِذَا اَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

اور آپ سختی کے حملوں سے مجھے پناہ دینے والے ہیں جب کہ بدترین بہت مصیبتیں آپڑیں۔ (اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، 1308ھ)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی یہ اشعار لکھنے والے کو دعا دیتے ہوئے نقل فرماتے ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بَعْدَ اَزْ خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

اے حسن وجمال والے اور اے بشروں کے سردار بے شک چاند آپ کے چہرہ کے نور سے منور ہے جیسا کہ آپ کی صفت وثنا کرنے کا حق ہے، ممکن ہی نہیں کہ ہو سکے، سوائے اس کے اور کیا کہیں، کہ خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے برتر آپ کی ذات ہے۔

(تفسیر عزیزی پارہ عم سورۃ والضحیٰ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (گلزار معرفت، ص7، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، 1328ھ)

میں فرماتے ہیں:

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

اور یہی حاجی صاحب مناجات نالۂ امداد غریب میں فرماتے ہیں۔

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے　اے رسول کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل　اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام　کرے گا یا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا　نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص 6، مطبع مجتبائی، دہلی، 1309ھ)

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

يَا شَفِيْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِيْ　اَنْتَ لِيْ الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِيْ

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے، میری دست گیری فرمائیے آپ مشکلات میں میری آخری امید اور سہارا ہیں۔

لَيْسَ لِيْ مَلْجَاءٌ سِوَاكَ اَغِثْ　مَسَّنِيَ الضُّرُّ سَيِّدِيْ سَنَدِيْ

آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں، اے میرے سردار، میرے آقا میری فریاد سنیے میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔

غَشَّنِيْ الدَّهْرُ يَا بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ　كُنْ مُغِيْثًا فَاَنْتَ لِيْ مَدَدِيْ

زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر رکھا ہے، اے ابن عبداللہ، میری فریاد سنئے میری مدد فرمائیے۔

یَا رَسُوْلَ الْاِلٰہِ بَابُكَ لِیْ مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِیْ

یارسول اللہ میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں۔ میری پناہ آپ ہی کا دروازہ ہے۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب)

غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں:

یَا سَیِّدِیْ یَا عُرْوَتِیْ وَ وَسِیْلَتِیْ یَا عُدَّتِیْ فِیْ شِدَّۃٍ وَّ رَخَاءٍ

اے میرے سردار، اے میرے سہارے اور میرے وسیلے۔ اے میرے سختی و نرمی کی حالت ساز و سامان۔

یَا مَقْصِدِیْ یَا اُسْوَتِیْ وَ مَعَاضِدِیْ وَ ذَرِیْعَتِیْ یَا مَرْصَدِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مقصد، اے میرے پیشوا اور میرے پروردگار اور میرے ذریعہ اور اے میرے ٹھکانے۔ میرے مولا۔

شَفَّعْتُ جَاھَكَ ضَارِعًا مُتَذَلِّلًا مَالِیْ وَرَاءَكَ صَارِفُ الضَّرَّاءِ

میں نے نہایت عاجزی و انکساری سے آپ کی عزت و جاہ کو شفیع بنایا کیونکہ میرے لیے آپ کے سوا تکلیف و مصیبت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

اَنْتَ الْمُغِیْثُ بِرَحْمَۃٍ وَّ کَرَامَۃٍ فِیْ غُمَّۃٍ وَّ غَوَائِلٍ وَّ بَلَاءٍ

آپ مددگار ہیں اپنی رحمت و کرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات و بلا میں۔

اَنْجِحْ مَرَامِیْ یَا کَرِیْمَ کَرَائِمٍ اَنْتَ الْقَدِیْرُ عَلٰی نِفَاذِ رَجَائِیْ

میرے مقاصد پورے فرما، اے بزرگیوں اور کرامتوں والے، آپ میری امید کے پورے کرنے پر قادر ہیں۔

مَالِیْ وَرَاءَكَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بُکَائِیْ

آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں، اے رحمۃ للعالمین میری گریہ وزاری کو دیکھ

اور مجھ پر رحم کر۔

يَا أَيُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِيعُ مَكَانُهُ ضَاءَتْ بِنُورِكَ سَاحَةُ الْغَبْرَاءِ

اے بلند مقام سورج، آپ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔

وَلَكَ الشَّفَاعَةُ وَ الْمَكَانَةُ فِي غَدٍ وَلَأَنْتَ أَكْرَمُ مَعْشَرِ الشُّفَعَاءِ

کل قیامت کے دن آپ کے لیے شفاعت اور عزت ہے اور بے شک آپ سب شفاعت کرنے والوں میں زیادہ مکرم ہیں۔

وَرَجَاهُ عَبْدِكَ مِنْ جَنَابِكَ سَيِّدِي نَيْلُ الشَّفَاعَةِ زُبْدَةُ الْآلَاءِ

اے میرے سردار آپ کا بندہ آپ کی جناب سے شفاعت کی امید رکھتا ہے جو امیدوں کا ماحصل ہے۔

وَ سِوَاكَ مَالِي فِي الْقِيَامَةِ شَافِعٌ أَنْتَ الْمُخَلِّصُ لِي مِنَ الْبَأْسَاءِ

آپ کے سوا قیامت میں میرا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں، آپ ہی مجھے سختیوں اور مصیبتوں سے بچانے والے ہیں۔

لَا زَالَ مَدْحُكَ بَاقِيًا بَيْنَ الْوَرَىٰ مِنْ عَبْدِكَ الْمَصْرُوفِ فِي الْإِطْرَاءِ

آپ کی مدح وثنا مخلوقات میں ہمیشہ رہے، آپ کے اس بندے کی طرف سے، جو آپ کی بہت زیادہ تعریف میں مصروف ہے۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی، ج 2، ص 30-31۔ قصیدۃ العبیر بیہ فی مدح خیر البریہ، مطبوعہ نول کشور، 1924ء)

دیوبندی وہابی حضرات بتائیں کہ اگر ''یا رسول اللہ'' کہنا شرک ہے تو خصوصاً ان کے اکابر حاجی امداد اللہ صاحب، محمد قاسم صاحب نانوتوی، اشرف علی صاحب تھانوی اور نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی جو کہہ رہے ہیں ''یا رسول اللہ'' اور حضور سے مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے؟ ع

اپنا بے گانہ ذرا پہچان کر

خصوصاً نواب صدیق حسن خان صاحب نے تو شرک کے انبار لگا دیے ہیں، دیکھیے ان کے گیارہ اشعار میں نو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کہہ کے پکارا گیا ہے۔ نیز آپ کو سہارا، وسیلہ، مددگار، دافع البلاء، مقاصد پورے کرنے والے، امیدوں کے پورے کرنے پر قادر، فریاد رس، شفاعت کرنے والے، مصیبتوں سے بچانے والے، مانا گیا ہے اور سب سے زیادہ مصیبت جان وہابیت پر یہ ڈھائی کہ نواب صاحب نے دو مرتبہ اپنے آپ کو "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ" کہا ہے۔ چناں چہ ان کا شعر نمبر 9 اور آخری شعر دیکھئے۔ غیر مقلدین کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ لیکن وہ نواب صدیق حسن صاحب کو مشرک صرف اس لیے نہیں کہیں گے کہ وہ ان کے اپنے ہیں۔ شرک و بدعت کے فتوے تو انہوں نے دوسروں کے لیے رکھے ہیں۔

کل میاں حجام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر
آج اس کوچہ میں خود ان کی حجامت ہو گئی

برادران اسلام! خوب غور کیجئے اور خدارا انصاف کیجئے کہ اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہو جیسا کہ دیوبندی وہابی مفتی صاحبان کہتے ہیں تو یہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء جن کا اوپر ذکر ہوا، وہ سب کے سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کہہ کر پکار رہے اور مدد مانگ رہے ہیں، کون ہوں گے؟ کیا ان حضرات کو معلوم نہیں تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کہہ کر پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہے؟ کیا یہ حضرات عالم نہیں تھے اور ان کو شرک کا علم نہیں تھا؟

اب فیصلہ قارئین پر ہے، یا تو آج کل کے ان مفتیوں کے فتوے کو صحیح کہہ کر والی امت، اور امت کے کروڑوں افراد کو جو "یا رسول اللہ" کہہ رہے ہیں، جن میں صحابہ، تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء ہیں، سب کو مشرک مان لیں یا پھر کہہ دیں کہ آج کے ان مفتیوں کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے اور یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ کہنا پکارنا بلا شک وشبہ جائز ہے۔

اب ذیل میں یہ حقیر و فقیر چند روایات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے جن سے اولیاء اللہ کو پکارنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی:1053)	کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی قبروں پر گزرے تو اپنا روئے انور اہل قبور کی طرف کر کے فرمایا، سلام ہو تم پر اے قبروں والو! اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

اس حدیث میں غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں۔ اگر مردوں کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کیا۔ (معاذ اللہ)

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بروایت بیہقی حضرت فاطمہ خزاعیہ سے نقل فرماتے ہیں:

وَقَفْنَا عَلٰى قَبْرِهٖ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَسَمِعْنَا كَلَامًا رُدَّ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (شرح الصدور، ص 87)	کہ ہم حضرت امیر حمزہ کے مزار پر ٹھہرے اور ہم نے عرض کی اے رسول اللہ کے چچا آپ پر سلام ہو تو ہم نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سنا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو یا کہہ کر پکارا گیا، تو انہوں نے سن کر جواب بھی دیا۔ کیوں کر نہ ہو جب کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ اَخِيْهِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (کتاب الروح ابن قیم، ص 4، فیض القدیر: 7062)	کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے، جو اپنے بھائی کی قبر پر گزرے، جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا، اس پر سلام کرے تو اللہ اس کی روح کو اس پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کا

جانور وغیرہ جنگل میں بھاگ جائے یا کوئی حاجت پیش آئے اور مدد کی ضرورت ہو:

فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللهِ أَعِيْنُوْنِيْ! يَا عِبَادَ اللهِ أَعِيْنُوْنِيْ (البدایہ والنہایہ:290، ابن ابی شیبہ: 29819، کنز العمال:17498)

تو چاہیے کہ یوں کہے، اے اللہ کے بندو، میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو، میری مدد کرو۔

راوی فرماتے ہیں وقد جُرِّبَ ذَالِكَ یعنی اس امر کو آزمایا بھی گیا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِيَ عَنِ الْمَشَائِخِ أَنَّهُ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ (الحرز الثمین)

کہ بعض علماء ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے اور مشائخ کرام سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

اس حدیث کے متعلق خود مخالفین کے امام جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

"اور بعض روایات میں جو آیا ہے أَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ج 1، ص 92، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دہلی، 1363ھ)

فقیہ اعظم حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کے مسلّم امام ہیں، فرماتے ہیں کہ زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جاوے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس لائے، تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد بن علوان رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائے۔

وَ يَقُوْلُ يَا سَيِّدِيْ أَحْمَدُ يَا ابْنِ عَلْوَانَ إِنْ لَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَإِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ

اور کہے یا سیدی احمد یا ابن علوان! اگر تم نے میری گم شدہ چیز واپس لا دی تو خیر،

دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذَالِكَ ضَالَّتَهُ بِبَرَكَتِهِ أَجْهُوْرِيْ مَعَ زِيَادَةٍ كَذَا فِيْ حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمَنْهَجِ لِلدَّاوُدِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ

ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوا دوں گا اس عمل سے بہ برکت ان ولی اللہ کے اللہ تعالیٰ وہ گم شدہ چیز واپس لا دے گا۔

(حاشیہ ردالمختار شرح درمختار، ج 3، ص 353)

ان روایات میں چند باتیں قابل غور ہیں، مشکل کے وقت اولیاء اللہ کو پکارنا، ان سے مدد چاہنا، انہیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا، کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ کرے پھر جسے چاہتا ہے، ثواب پہنچائے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں حضرت ارفع و اعلیٰ امام العلماء سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاد شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شرح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ میں سے ہیں۔ شریعت و حقیقت کے جامع باوصف علوم باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عارف و عالم کے شاگرد ہیں، یہاں تک لکھا کہ بالجملہ مرد جلیل القدر یست کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر است۔ پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو شعر نقل کیے۔ فرماتے ہیں۔

أَنَا لِمُرِيْدِيْ جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةٍ

وَإِنْ كُنْتَ فِيْ ضِيْقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ فَنَادِ بِيَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَةٍ

یعنی میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جب کہ جو زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے اور اگر تو تنگی و سختی و وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار! میں جلد آؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ (بستان المحدثین ترجمہ اردو، ص 206، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ شریف میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ

غائب ہو گئی۔ حالاں کہ حجرہ شریف میں کوئی راہ اس کے باہر جانے کی نہ تھی دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی کہ جب تک وہ پہلی واپس نہ آئے اسے اپنے پاس رکھے۔ ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص دو کھڑاؤں مع ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور بتایا کہ

إِنَّ اللِّصَّ لَمَّا جَلَسَ عَلٰى صَدْرِيْ لِيَذْبَحَنِيْ قُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ يَا سَيِّدِيْ مُحَمَّدُ يَا حَنَفِيُّ فَجَاءَتْهُ فِيْ صَدْرِهٖ فَانْقَلَبَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ وَ نَجَانِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِبَرَكَتِكَ

(طبقات الکبری، ج 2، ص 95، مطبوعہ مطبع العامرۃ العثمانیہ، مصر، 1305ھ)

جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا، یا سیدی محمد یا حنفی! (جب کہ میں نے ندا کی اور آپ کو پکارا تو اس وقت غیب سے) یہ کھڑاؤں آکر اس چور کے سینہ پر اس زور سے لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا۔ اور مجھے آپ (حضرت) کی برکت سے اللہ عزوجل نے اس چور سے نجات بخشی۔

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے جن کی جلالت شان عالم میں آشکارا ہے، بہت سے ایسے ہی واقعات نقل فرمائے ہیں جن میں سے چند ہدیہ قارئین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی (جن کا ذکر پاک اوپر گزرا) کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہو گئیں۔

فَكَانَتْ تَقُوْلُ يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا بَدَوِيُّ خَاطِرُكَ مَعِيْ فَرَأَتْ سَيِّدِيْ اَحْمَدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمَنَامِ وَهُوَ ضَارِبُ اللِّثَامَيْنِ وَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَاسِعَةُ الْاَكْمَامِ عَرِيْضُ الصَّدْرِ اَحْمَرُ الْوَجْهِ وَ الْعَيْنَيْنِ وَقَالَ لَهَا كَمْ تُنَادِيْنِيْ وَ تَسْتَغِيْثِيْنَ وَاَنْتِ لَا

اور وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی احمد یا بدوی خاطرك معی (یعنی اے میرے سردار، اے احمد بدوی آپ کی توجہ میرے ساتھ ہے) ایک دن حضرت سیدی احمد (کبیر بدوی) رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ بہت کھلا جبہ پہنے ہوئے

تَعْلَمِيْ اَنَّكِ فِيْ حِمَايَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْكِبَارِ الْمُتَمَكِّنِيْنَ وَ نَحْنُ لَا نُجِيْبُ مَنْ دَعَانَا وَهُوَ مَوْضِعُ اَحَدٍ مِّنَ الرِّجَالِ قُوْلِيْ يَا سَيِّدِيْ مُحَمَّدُ يَا حَنَفِيْ يُعَافِيْكِ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَتْ ذٰلِكَ فَاَصْبَحَتْ كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهَا مَرَضٌ

(طبقات الکبریٰ، ج 2، ص 97، مطبوعہ مطبع العامرۃ العثمانیہ، مصر، 1305ھ)

تشریف لائے آپ کا سینہ مبارک چوڑا اور چہرہ اور آنکھیں سرخ تھیں، فرمایا تو کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی! یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ بی بی نے یوں ہی کہا صبح کو تندرست اٹھیں، گویا کبھی مرض تھا ہی نہیں۔

بدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد شمونی رضی اللہ عنہ وضو فرما رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کی طرف پھینکی۔

ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ تِلْكَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَنَةٍ وَ فَرْدَةُ الْقَبْقَابِ مَعَهُ وَ اَخْبَرَ اَنَّ شَخْصًا مِّنَ الْعِيَاقِ عَبَثَ بِابْنَتِهِ فِي الْبَرِّيَّةِ فَقَالَتْ يَا شَيْخُ اَبِيْ لَاحِظْنِيْ لِاَنَّهَا لَمْ تَعْرِفْ اَيْ اِسْمَهُ مَدْيَنَ ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَهِيَ اِلَى الْاٰنَ عِنْدَ ذُرِّيَّتِهٖ

(طبقات الکبریٰ، ج2، ص103)

سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال بیان کیا کہ جنگل میں ایک بدکار نے ان کی صاحب زادی پر دست درازی کرنی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا (اس نے) یوں ندا کی یا شیخ ابی لاحظنی (اے میرے باپ کے پیرو مرشد مجھے بچائیے) یہ ندا کرتے ہی وہ

کھڑاؤں آئی، (اور اس بدکار کو لگی) اور لڑکی نے نجات پائی۔ وہ کھڑاؤں اب تک ان کی اولاد میں موجود ہے۔

فرماتے ہیں کہ سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جارہے تھے کہ ان کے جانور کا پاؤں پھسلا۔ بلند آواز سے پکارا یا سیدی یا غمری اور قریب ہی ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کر کے لیے جارہے تھے، انہوں نے مرید کا ندا کرنا سنا تو پوچھا، یہ سید محمد غمری کون ہیں؟ کہا میرے پیرو مرشد شیخ کامل ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں (کہ) یا سیدی محمد یا غمری، اے میرے سردار محمد غمری پر عنایت کیجئے! یہ ان کا کہنا تھا کہ سیدی محمد غمری نے ان کی فریاد کو سن لیا اور تشریف لا کر مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی۔ مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(طبقات الکبری، ج2،ص89)

اور سیدی حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ

كَانَ إِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهُ أَجَابَهُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ أَوْ أَكْثَرَ (طبقات الکبری، ج2،ص29)

جب ان کا کوئی مرید جہاں کہیں سے ندا کرتا، جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا زیادہ۔

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے متعدد واقعات لکھے ہیں جن کو شوق ہو، وہ ان کی کتاب ''طبقات الکبریٰ (لواقح الانوار فی طبقات الاخیار)'' کا مطالعہ کرے۔

اور یہ امام شعرانی وہ بزرگ ہستی ہیں کہ دیوبند کے صدر مدرس جناب انور شاہ کشمیری ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

وَالشَّعْرَانِيُّ أَيْضًا كَتَبَ أَنَّهُ رَآهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأَ عَلَيْهِ الْبُخَارِيَّ فِي ثَمَانِيَةِ رُفْقَةٍ مَعَهُ ثُمَّ سَمَّاهُمْ وَكَانَ

کہ امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیداری میں زیارت کی اور پوری بخاری شریف آپ کو پڑھ کر

وَاحِدٌ مِّنْهُمْ حَنَفِيًّا
(فیض الباری، ج1، ص204)

سنائی اس وقت ان کے ساتھ ان کے آٹھ رفقا بھی تھے، ان میں ایک حنفی تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "جواہر خمسہ" حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا ورد وظیفہ کرتے تھے، چناں چہ انہوں نے اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابو طاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہما سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (دیکھو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص138، مطبوعہ آرمی برقی پریس، دہلی، 1344ھ) اور اس جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے:

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِيْ بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

پکار حضرت علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے جب تو انہیں پکارے گا تو انہیں مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا پریشانی و رنج ابھی دور ہوتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی۔

امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر شطنوفی و امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی و علامہ علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ و مولانا شاہ ابو المعالی محمد سلمی قادری و شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَغَاثَ بِيْ فِيْ كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادٰى بِاسْمِيْ فِيْ شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِيْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْ حَاجَةٍ قُضِيَتْ لَهٗ وَمَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يُصَلِّيْ

جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف رفع ہو اور جو سختی میں میرا نام لے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ

عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ ثُمَّ یَخْطُوْاِلٰی جِہَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً یَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّہَا تُقْضٰی (بہجۃ الاسرار، خلاصۃ المفاخر، نزہۃ الخاطر، تحفۂ قادریہ، زبدۃ الآثار)

اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو۔

یہ امام ابوالحسن نور الدین علی شطنوفی مصنف بہجۃ الاسرار شریف، اعاظم علماء و ائمہ قراءت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ انہوں نے امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نور اللہ مرقدہ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔ امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم میں آشکار ہے، ان کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقر بین میں ان کی بہت مدح لکھی، امام محدث محمد جزری مصنف حصن حصین ان کے سلسلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ان کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف انہی شیخ سے پڑھی اور اس کی سند اجازت حاصل کی۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں کہ کتاب بہجۃ الاسرار، کتاب عظیم و شریف، مشہور ہے اور اس کے مصنف بہت بڑے امام اور عالم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن المحاضرہ میں ان کو امام الاوحد لکھا ہے۔ بہجۃ الاسرار شریف اور اس کے مصنف کے متعلق آپ نے ائمہ کی رائیں ملاحظہ فرمائیں:

اب خود مخالفین کے گھر کی شہادت سنیے:

جناب انور شاہ کاشمیری صدر مدرس دیو بند، کتاب بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف امام شطنوفی کے متعلق فرماتے ہیں:

وَوَثَّقَہُ الْمُحَدِّثُوْنَ یعنی محدثین کرام نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (فیض الباری،

ج2،ص61)

اور پھر ملا علی قاری اور امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی اور شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کا اس کو تسلیم کرنا اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا خود دلیل خود ہے۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے اور بعد صلوٰۃ غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کو ندا کرتے رہے۔ اور یا شَیْخُ عَبْدِالْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہ کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے اور پڑھتے رہیں گے، ان شاء اللہ

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

چناں چہ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم خلیفہ و فرزند ثالث حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہم و دیگر بزرگان دین وظیفہ یا شَیْخُ عَبْدِالْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہ کو پڑھتے اور پڑھنے کو جائز فرماتے۔ کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا اور تو اور خود مخالفین کے پیشوا جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ، ج4،ص94) اور جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں: ”اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا، باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے“۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج1،ص4)

اور سنیے جناب اشرف علی تھانوی نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ کرامت لکھی ہے کہ:

”جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آ گیا اور کافی وقت تک گردش طوفان میں رہا، محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار ناخدا نے پکار کر کہا کہ لوگو! اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے

تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا، ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا، تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا، میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا، جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکاہٹ معلوم ہوئی"۔

(الافاضات الیومیہ، ج 7، ص 435، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1941ء)

دوسری روایت

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ: "میرے ایک دوست جو جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے، حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے، بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے، انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں، اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر و کارساز مطلق ہے، اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے ایک خادم سے بولے، ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا، آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا، حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلے کا

بھائی تھا، اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھایا جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی، اسی سے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا"۔ (کرامات امدادیہ ص 35۔36، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ، شیخوپورہ)

چناں چہ تھانوی صاحب نے "ایک بار مجلس وعظ میں یہی کرامت بیان کی تو ایک صاحب نے اسی مجلس میں کہا کہ ایسا واقعہ تو عقل کے خلاف ہے تو تھانوی صاحب نے ان سے کہا کہ تمہاری عقل کے خلاف ہے یا ہماری عقل کے؟ اگر ہماری عقل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیوں کہ ہماری عقل کے تو موافق ہے اور اگر تمہاری عقل مراد ہے تو اس کے حجت ہونے کی کیا دلیل؟ لہٰذا جو عقلیات میں امام سمجھے جاتے ہیں یعنی حکما ان کے اقوال سے ثابت کر دوں گا کہ یہ واقعہ بالکل عقل کے موافق ہے"۔

(الافاضات الیومیہ، ج 7، ص 435، مطبوعہ مطبع اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1941ء)

اور سنیے!

جناب اشرف علی تھانوی نے اپنے ایک مراسلے میں سخت پریشانی کے عالم میں اپنے پیر کی بارگاہ میں یوں فریاد کی۔

يَا مُرْشِدِيْ يَا مَوْلِيْ يَا مُفْزِعِيْ يَا مَلْجَاءِيْ فِيْ مَبْدَئِيْ وَ مَعَادِيْ

اے میرے مرشد، اے میرے مولا، اے میری وحشت کے انیس، اور اے میری دنیا و آخرت میں جائے پناہ۔

اِرْحَمْ عَلَيَّ يَا غِيَاثُ فَلَيْسَ لِيْ كَهْفٌ سِوٰى حُبِّكُمْ مِنْ زَادِ

اے میرے فریادرس، مجھ پر ترس کھاؤ کیوں کہ میں حُب کے سوا کوئی زاد راہ نہیں رکھتا۔

فَازَ الْاَنَامُ بِكُمْ وَ اِنِّيْ هَائِمٌ فَانْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ يَا هَادِ

مخلوق کو آپ کی بدولت کامیابی حاصل ہو اور میں حیران و پریشان رہوں اے میرے ہادی مجھ پر بھی رحمت کی نظر ہو۔

يَا سَيِّدِيْ لِلّٰهِ شَيْئًا اَنَّهٗ اَنْتُمْ لِيْ الْمُغِيْثُ وَ اِنِّيْ جَادِيْ

اے میرے سردار اللہ کے لیے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں۔ (تذکرۃ الرشید، ج 1 ص 114، مطبوعہ بلالی اسٹیم، ساڈھورہ)

اور سنیے یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو، وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو، جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔ (امداد الفتاوی، ج 4، ص 99، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، 1346)

اور سنیے دیوبندیوں کے شیخ الہند جناب محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں:

ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت رہے۔
(ص 4، حاشیہ قرآن زیر آیت ایاک نستعین، مطبوعہ بجنور)

دیوبندی مکتبۂ فکر رکھنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ تھانوی صاحب کی ان روایات کو بہ نظر انصاف دیکھیں اور بتائیں کہ جب مولانا شیخ محمد صاحب جہاز میں ایک طرف مراقب ہو کر بیٹھے اور حاجی صاحب کی طرف توجہ کی تو فوراً ان کو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب اس جہاز کے ایک گوشہ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے گردش طوفان سے نکال رہے ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق انتہائی مایوسی کے عالم میں جب حاجی صاحب سے مدد مانگی گئی اور وہ اس وقت بہ نفس نفیس سمندر میں پہنچ گئے اور آگبوٹ کو تباہی سے بچایا۔ جبھی تو ان کے کپڑے سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے تھے اور ان کی کمر چھل گئی تھی اور انہیں سخت درد تھا۔ کیا یہ درست ہے؟ آپ یہ تو ہرگز نہیں کہیں گے کہ غلط ہے، جھوٹ ہے، من گھڑت ہے، کیوں کہ لکھنے والے آپ کے حکیم الامت ہیں، کوئی معمولی آدمی نہیں اور اگر یہ صحیح ہے تو پھر جن مریدوں نے انتہائی مصیبت اور مایوسی کے عالم میں جب کہ ان کو زندہ رہنے کی امید نہیں رہی تھی، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر حاجی صاحب سے غائبانہ مافوق الاسباب امر میں مدد مانگی، وہ مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور پھر جو ان شرکیہ باتوں کو چھپوائے اور ان کی تبلیغ کرے اور

ان پر اعتقاد رکھے، وہ مبلغ بھی مشرک ہوا یا نہیں؟

نیز جب مرید نے حاجی صاحب کی طرف توجہ کی یا عرض کی تو حاجی صاحب کو اتنی دور سے اس کا علم کیسے ہو گیا؟ کیا ان کو علم غیب حاصل تھا؟ کیا وہ مریدوں کے حال پر مطلع تھے اور ان کی التجاؤں کو سنتے رہتے تھے؟ اور کیا ان کے پاس یہ قدرت تھی کہ آناً فاناً سمندر میں پہنچ کر ڈوبتے جہازوں کو بچا لیں؟ اگر اسی قسم کی باتیں کسی آپ کے کسی مخالف کی طرف سے ہوتیں تو آپ ان کو بالکل غلط اور شرک قرار دیتے یا نہیں؟

افسوس صد افسوس! جن باتوں کی بناء پر آپ دوسرے سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بناتے رہتے ہیں، وہی باتیں آپ کے اکابر بھی کرتے ہیں مگر آپ ان کو مشرک و بدعتی نہیں کہتے، یہ ہرگز انصاف نہیں بلکہ صریح ظلم ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ (الشعراء)

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین، ائمہ اولیاء، علماء اور مخالفین کے چند ارشادات واقوال ہدیہ قارئین کیے ہیں۔ برادران اسلام ان کو خوب غور سے پڑھیے اور ان لوگوں سے پوچھیے جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، یا غوث کہنا شرک ہے ان سے کہیے کہ بتاؤ یہ سب کے سب اکابر اور خود تمہارے بزرگ اور علماء جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کو یا کہہ کر پکار رہے ہیں، کون ہیں، مشرک ہیں یا مومن؟

اگر کہیں کہ مومن ہیں تو الحمد للہ حق واضح ہو گیا! لیکن ان کو اتنا کہنے پر نہ چھوڑیے بلکہ یہ بھی ضرور پوچھیے کہ جب تمہارے نزدیک غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے، تو یہ لوگ غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں، یہ شرک کے مرتکب ہوئے یا نہیں ہوئے؟ اگر ہوئے تو پھر مومن کیسے رہے؟ اگر وہ مومن تھے، تو پھر ہم مشرک کیوں ہیں؟ اگر ان کے لیے شرک جائز تھا تو ہمارے لیے کیوں جائز نہیں؟ (معاذ اللہ) اگر ہمارا یا رسول اللہ کہنا شرک ہے تو ان کا کہنا بھی شرک ہوگا، اگر ان کا شرک نہیں، تو ہمارا بھی شرک نہیں اور اگر ہمیں یا رسول اللہ کہنے پر مشرک کہتے ہو تو ان کو بھی مشرک کہو!

اور اگر وہ بے دھڑک کہہ دیں کہ وہ سب مشرک تھے (معاذ اللہ) تو مسلمانو خود ہی اندازہ کر لو کہ جس مذہب میں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک کہ اکابر سب مشرک ٹھہریں، وہ مذہب کتنا برا ہوگا؟ اور وہ مذہب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا دشمن ہوگا؟ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو بلا وجہ کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ایسے برے مذہب سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو فتنہ پرور لوگوں سے بچائے اور اپنے نیک بندوں کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا — وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

عام طور پر یہ لوگ چند آیات قرآنی مثلاً:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ اور ولا تدعوا من دون اللہ وغیرہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو، جن کو تم پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں اور ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے یہ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ "یا رسول اللہ اور یا غوث" کہنا شرک ہے۔

کاش کہ! یہ لوگ ان آیات کا غلط مطلب اور باطل مفہوم بیان کر کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کرتے، بلکہ صحیح مطلب کر کے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوتے، مگر ان لوگوں سے اس قسم کی توقعات رکھنا اپنے کو ہلاکِ فریب کرنا ہے۔ ان آیات کا صحیح مطلب ان شاء اللہ یہ خادم اہل سنت مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی بحث میں ایک الگ رسالہ عنقریب ہدیہ قارئین کرے گا۔ سردست نہایت ہی مختصر مگر تحقیقی جواب پیش کرتا ہوں۔

تحقیق لفظ ”الدعا“

قرآن کریم میں لفظ ”دعا“ کہیں پکارنے اور بلانے کے معنی میں بیان ہوا ہے اور کہیں عبادت کے معنی میں۔ پکارنے اور بلانے کے معنی میں جیسے کہ فرمایا:

(۱) وَّالرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُمۡ فِیۡۤ اُخۡرٰىکُمۡ (آل عمران:153)	اور رسول تمہیں پکارتے ہیں تمہارے پیچھے سے۔
(۲) ثُمَّ ادۡعُهُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا (البقرہ:260)	اے ابراہیم پھر پکار وان (مردہ) پرندوں کو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے۔
(۳) وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ (فصلت:33)	اور اس سے بہتر کس کا قول ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔
(۴) رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّ نَهَارًا ۙ فَلَمۡ یَزِدۡهُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا (نوح)	میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن ایمان کی طرف بلایا پس جس قدر میں نے ان کو زیادہ بلایا اسی قدر یہ دور بھاگے
(۵) اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ (الاحزاب:5)	بلاؤ ان کو ان کے باپوں کے نام کے ساتھ۔

ان پانچ آیات میں لفظ ”دعا“ پکارنے اور بلانے کے معنی میں آیا ہے۔ اور عبادت کے معنی میں، جیسے کہ فرمایا:

(۱) اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ (الاعراف:194)	بے شک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو، اللہ کو چھوڑ کر، وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔
(۲) وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ	اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو عبادت کرے، اللہ کو چھوڑ کر، ایسے کی کہ وہ نہ

وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ (الاحقاف)	قبول کرے اس کو قیامت تک اور وہ ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور وہ ہوں گے ان کی عبادت سے منکر۔
(۳) وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ (الجن)	اور بلاشبہ مسجدیں اللہ کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔
(۴) وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ (الجن)	اور یہ کہ جب کھڑا ہوا، اللہ کا بندہ کہ اس کی عبادت کرے تو ہونے لگتا ہے اس پر جھرمٹ۔
(۵) قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ (الجن)	فرما دیجئے میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

ان پانچ آیات میں لفظ "دعا" عبادت کے معنی میں آیا ہے۔ اس قسم کی تمام وہ آیات جن میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے یا اس کو مشرکین کا فعل قرار دیا گیا ہے۔ وہاں دعا سے مراد عبادت ہے۔ اگر پکارنے والا کسی کو الٰہ، خدا، مالک حقیقی، متصرف بالذات سمجھ کر پکارے تو ایسا پکارنا عبادت ہے اور مشرکین عرب مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو معبود ہی سمجھ کر پکارتے تھے اور ان کا پکارنا شرک فی العبادت تھا۔ لیکن حاشا وکلا کوئی مسلمان ہرگز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو معبود نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان، ان کو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندے سمجھ کر پکارتا اور ندا کرتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں ہے اگر یہ فرق نہ کیا جائے تو وہ سب کے سب مشرک قرار پائیں گے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اولیاء کبار کو پکارا ہے جن کا مفصل بیان گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

سوال: آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (الاعراف: 194) بے شک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا، وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔ اس آیت سے

صاف معلوم ہوا کہ عباد کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے؟

جواب: اس آیت کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چناں چہ اس آیت سے پہلے ہے فرمایا:

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٢﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾ (الاعراف)

کیا وہ شریک بناتے ہیں اسے جس نے کوئی چیز نہیں بنائی اور وہ تو خود بنائے گئے ہیں اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کرنے کی اور نہ وہ آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو وہ نہ پیروی کر سکیں گے تمہاری۔ برابر ہے تمہارے لیے خواہ تم ان کو بلاؤ یا تم خاموش رہو۔

اور اس آیت کے بعد میں فرمایا:

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ ﴿١٩٥﴾ (الاعراف)

کیا ان کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں یا کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں (اے نبی آپ) کہہ دیجئے کہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

سیاق وسباق کی آیات پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی ایسی صفات ہوتی ہے اور ان کی ایسی شان ہوتی ہے؟

(معاذ اللہ!) افسوس صد افسوس! برا ہو تعصب کا کہ یہ بھی بالکل اندھا ہی بنا دیتا ہے۔ محبوبانِ خدا، انبیا و اولیاء کی عظمت و مرتبت تو یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتا ہے کہ:

فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَفِي رِوَايَةٍ وَلِسَانَهُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ (بخاری شریف: 6502)

پس جب میں کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اور اگر وہ کچھ مجھ سے مانگے تو میں ضرور ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔

یہ ہے انبیا و اولیاء کی شان کہ ان کا سننا دیکھنا بولنا، رب تعالیٰ کا سننا، دیکھنا، بولنا ہے وہ رب نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور مذکورہ بالا آیات قرآنی میں جو حالت بیان ہوئی ہے وہ بلاشبہ بتوں ہی کی حالت ہو سکتی ہے کہ نہ تو کچھ بنا سکیں نہ کسی قسم کی کوئی طاقت رکھیں۔ اگر ان کو ہدایت کی طرف بلایا جا سکے تو قطعاً نہ آ سکیں اور ان کے سامنے چلانا اور خاموش رہنا برابر ہو اور ان کے ہاتھ پاؤں اور کان آنکھیں تو ہیں مگر ان میں قوت نہیں کہ نہ تو چل سکیں نہ نہ کچھ پکڑ سکیں، نہ دیکھ سکیں اور نہ سن سکیں۔

کاش! دیو بندی حضرات اس آیت کو انبیا و اولیاء پر چسپاں کرنے کی جسارت سے پہلے ''اپنے شیخ الاسلام'' شبیر احمد عثمانی صاحب ہی کی تفسیر دیکھ لیتے، چناں چہ عثمانی صاحب انہی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے ان

کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق وامتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گو ان کے ظاہری ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سب کچھ تم بناتے ہو لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن سے انہیں اعضا کہا جا سکے۔ نہ تمہارے پکارنے پر مصنوعی پاؤں سے چل کر آسکتے ہیں نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں۔ نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ کانوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا بھی پھٹ جائے تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے نہیں اور اس پر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں تم ان کے سامنے چلاؤ یا خاموش رہو دونوں حالتیں یکساں ہیں نہ اسے فائدہ نہ اس سے نفع۔ تعجب ہے کہ جو چیزیں مملوک ومخلوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز ودرماندہ وجود کمالات وجود میں تم سے بھی گئی گزری ہوں انہیں خدا بنا لیا جائے اور جو اس کا رد کرے اسے نقصان پہنچنے کی دھمکیاں دی جائیں چنانچہ مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کی بے ادبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ نا معلوم وہ کیا آفت تم پر نازل کردیں وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ الخ (زمر:36) اسی کا جواب قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ الخ (الاعراف:195) سے دیا یعنی تم اپنے سب شرکاء کو پکارو اور میرے خلاف اپنے سب منصوبے اور تدبیریں پوری کرلو پھر مجھ کو ایک منٹ کی مہلت بھی نہ دو۔ دیکھوں تم میرا کیا بگاڑ سکو گے"۔ (ص 227، مطبوعہ مدینہ پریس، بجنور)

لیجئے خود فیصلہ کیجئے، بات آپ کی صحیح ہے یا آپ کے شیخ الاسلام کی؟ آپ کے شیخ الاسلام نے تو فیصلہ کر دیا کہ اس آیت سے مراد بت ہی ہیں اور آپ اس آیت کو انبیاء واولیاء پر چسپاں کر رہے ہیں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا کہ بتوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو انبیاء و اولیاء پر اور کافروں مشرکوں کے حق میں اتری ہوی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا جائے بلاشبہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا يَزِيدُ الظَّلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (الاسراء) اور (قرآن) ظالموں کے لیے خسارے کو زیادہ کرتا ہے۔ نیز آیت میں حاضر و غائب، زندہ و مردہ، دور و نزدیک، مافوق الاسباب و ماتحت الاسباب، کی کوئی قید نہیں بلکہ ہے تو اگر تَدْعُوْنَ کے معنی پکارنے کے لیے جائیں تو جس طرح بھی کوئی کسی کو پکارے، جس عقیدہ سے پکارے، وہ مشرک ہوگا۔ اس لحاظ سے دنیا میں پھر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکے گا سب مشرک قرار پائیں گے۔ (معاذ اللہ)

ماننا پڑے گا کہ تَدْعُوْنَ کے معنی تَعْبُدُوْنَ کے ہیں اور عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ سے مراد وہ بت اور مورتیاں ہیں جو انسانوں کی مثل بنائی جاتی تھیں اور کفار و مشرک ان کی پوجا کرتے اور ان کو معبود سمجھ کر پکارتے تھے۔

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا (الکہف)

کیا کافروں کو یہ گمان ہے کہ میرے سوا حمایتی و مددگار بنالیں گے۔ ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لیے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ولی من دون اللہ بنانا کفر و شرک ہے۔ دیکھو امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ عبادی سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہیں۔

جواب: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کو مراد نہیں لیا بلکہ شیاطین اور اصنام کو بھی مراد لیا ہے چناں چہ ان کی پوری عبارت یہ ہے، فرماتے ہیں:

فِي الْعِبَادِ اَقْوَالٌ قِيْلَ اَرَادَ عِيْسٰى وَ الْمَلٰٓئِكَةَ وَقِيْلَ هُمُ الشَّيَاطِيْنُ يُوَالُوْنَهُمْ وَيُطِيْعُوْنَهُمْ وَقِيْلَ هِيَ الْاَصْنَامُ سَمَّاهُمْ عِبَادًا كَقَوْلِهٖ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

(تفسیر کبیر، ج5، ص529)

اسی طرح تفسیر مظہری ج6، ص72 میں ہے:

یَعۡنِیۡ الۡمَلٰٓئِکَۃَ وَالۡمَسِیۡحَ وَ عُزَیۡرًا وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ یَعۡنِی الشَّیَاطِیۡنَ
الَّذِیۡنَ اَطَاعُوۡھُمۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَقَالَ مُقَاتِلٌ اَلۡاَصۡنَامُ سُمِّیَتۡ عِبَادًا کَمَا
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ عباد سے مراد یا تو حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر علیہم السلام اور ملائکہ ہیں یا شیاطین ہیں کہ کفار اللہ کو چھوڑ کر ان کی اطاعت کرتے تھے۔ یا بت ہیں اور ان کا نام عباد رکھا گیا جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ میں بتوں کو عباد فرمایا گیا ہے۔

تو اگر عباد سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہوں تو اولیاء فقط ناصرین (مدد کرنے والے) کے معنی میں نہیں ہوگا بلکہ معبودین ناصرین کے معنی میں ماننا پڑے گا۔ کیوں کہ خود قرآن کریم شاہد ہے کہ کفار و مشرکین نے جن کو من دون اللہ اولیاء بنایا تھا وہ ان کو معبود مانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے چناں چہ فرمایا وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُھُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی (الزمر:3) اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے مقابلے میں بنا لیے ہیں معبود وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں گے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

قُلۡ اَغَیۡرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا نَاصِرًا اَوۡ مَعۡبُوۡدًا (مظہری، ج3، ص246)

پس ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین انبیا و اولیاء اور ملائکہ کو معبود مان کر اپنا مددگار سمجھتے تھے اور کسی کو معبود مان کر مددگار سمجھنا بلاشبہ شرک ہے، لیکن حاشا وکلا کوئی مسلمان کسی نبی ولی کو معبود سمجھ کر مدد نہیں مانگتا بلکہ ہر مسلمان، انبیا و اولیاء کو اللہ کی مدد کا مظہر سمجھ کر پکارتا اور وہ مدد مانگتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین نے پتھروں کے مجسمے بنائے اور ان کے نام انبیا و اولیاء کے نام پر رکھے اور ان کی پوجا کی۔ جیسا کہ آج کل عیسائیوں کے گرجوں میں بت

ہوتے ہیں کسی بت کا نام انہوں نے عیسیٰ کسی کا نام مریم رکھا ہوا ہے (معاذ اللہ) تو وہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان بتوں، مجسموں سے کیا تعلق؟ جیسا کہ اگر کوئی خدا کے نام کا بت بنالے اور یہ سمجھ لے کہ اس میں اللہ کا جلوہ ہے تو اس بت کی پوجا کرنے والا ہرگز مسلمان قرار نہ پائے گا بلکہ بلاشبہ مشرک ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اسی طرح انبیاء و ملائکہ نے بھی لوگوں کو ہرگز یہ حکم نہیں دیا کہ ہمارے مجسمے بنا کر ان کی پوجا کرنا۔ کفار نے تو خود ہی اپنے زعم فاسد سے شیطانی وساوس کا شکار ہو کر ایسا کرنا شروع کر دیا اور مشرک ٹھہرے تو حقیقت میں یہ پوجا بتوں کی ہی ہوئی انبیاء و ملائکہ کی نہ ہوئی۔ انبیاء و ملائکہ اس سے بالکل بری الذمہ ہیں۔ اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہوگا:

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (الانبیاء:98)

بے شک (اے مشرکو) تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا جہنم کا ایندھن ہیں۔

ماننا پڑے گا کہ عباد من دون اللہ سے مراد بت ہی ہیں، جن کی مشرکین عبادت کرتے تھے اگر عباد من دون اللہ سے مراد انبیاء اولیاء کو لیا جائے تو پھر وہ معاذ اللہ جہنم کا ایندھن قرار پائیں گے۔ وہ یقیناً جہنم کا ایندھن نہیں بلکہ قطعی جنتی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "عباد من دون اللہ" سے مراد بت ہی ہیں اور وہ بت اور ان کے پجاری دونوں یقیناً جہنم کا ایندھن ہوں گے کما قال اللہ تعالیٰ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (البقرہ)۔ نیز فرمایا: قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (الشعراء) چناں چہ ان آیات کی تفسیر بھی "اپنے شیخ الاسلام" شبیر احمد صاحب عثمانی سے سن لیجیے فرماتے ہیں:

"یعنی بت اور بت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرادیا جائے گا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔ ایک دوسرے کو الزام

دے گا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا۔ کیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں، نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے"۔ (ص 481، مطبوعہ بجنور)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہمارا دعویٰ دلائل حقہ سے ثابت ہو گیا۔

اور رہا اصنام یعنی بتوں پر عباد کا اطلاق تو وہ بایں معنی ہے کہ اصنام بھی مثل عباد مملوکہ مسخرہ ہیں۔

جو لوگ انبیا و اولیاء کی ندا کو "دعا من دون اللہ" میں داخل کر کے اس سے منع کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کی بناء پر یہ بھی نہیں جانتے کہ اگر انبیا و اولیاء کی ندا کو دعا من دون اللہ میں داخل کیا تو پھر حضرات انبیا و اولیاء کو معاذ اللہ باطل کہنا اور ماننا پڑے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ (الحج: 62)	یہ اس واسطے کہ بے شک اللہ تعالیٰ وہ حق اور بے شک وہ جس کو یہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ باطل تھے۔

پس کیا فرماتے ہیں علماء وہابیہ، دیوبندیہ وغیرہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم حق ہیں یا باطل؟ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اَللّٰهُ حَقٌّ وَّ الرَّسُوْلُ حَقٌّ وَّ الْوَلِیُّ حَقٌّ وَّ شَفَاعَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

''دعا'' اور ''عبادت'' میں تغایر ہے یا اتحاد و عینیت ہے؟

عبادت اور دعا کے مفہوم میں من وجہ تغایر ہے اور من وجہ اتحاد۔ یعنی ان دونوں میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔ بعض وہ افعال ہیں جہاں عبادت صادق آتی ہے مگر دعا نہیں اور بعض وہ صورتیں ہیں جہاں دعا صادق آتی ہے مگر عبادت نہیں۔ اور بعض امور پر دعا اور عبادت دونوں کا اطلاق صحیح ہے۔ ایک مادہ اجتماعی ہے اور دو افتراقی اجتماعی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ دعا کرنا، دعا بھی ہے اور عبادت بھی۔ اور افتراقی نمبر (۱) جیسے حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بغیر معبود سمجھنے کے پکارنا دعا ہے عبادت نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ (نوح)

افتراقی (۲) جیسے اللہ تعالیٰ کے لیے رکوع وسجود وقیام کرنا عبادت ہے، دعا نہیں۔

سوال: صحیح حدیث میں ہے الدعاء هو العبادة (کنز العمال:3113) جس کا صریح مفاد یہ ہے کہ پکارنا عبادت ہے۔

جواب: الدعا میں لام تعریف سے کون سالام مراد ہے؟ عہد خارجی، جنسی یا استغراقی؟ اگر استغراقی ہے تو هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (البقرہ)

اور عہد خارجی یا جنسی ہے تو تقریب تام نہیں کما لا یخفٰی

بالفظ دیگر اگر الدعاء هو العبادة کا یہ مفہوم ہے کہ ہر پکارنا عبادت ہے تو اس ایجاب کلی کے دعوے پر کیا ثبوت ہے؟ ایجاب کلی کی صورت میں تو خود مخالف بھی شرک سے نہیں بچ سکتا۔ اور اگر الدعاء هو العبادة موجبہ جزئیہ ہے تو ہمیں کوئی مضر نہیں، ہم تو پہلے تصریح کر چکے ہیں کہ دعا اور عبادت میں من وجہ اتحاد ہے مگر بعض الدعاء کے عبادت ہونے سے مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال: اگر دعا اور عبادت کے مفہوم میں مغایرت ہے تو عبادت کا عمل، دعا پر کیسے صحیح ہے؟

جواب: یہ اعتراض بالکل کم علمی سے ناشی ہے ورنہ منطق کا ادنیٰ مبتدی بھی جانتا ہے کہ

اَلْحَمْلُ فِی اِصْطِلَاحِهِمْ اِتِّحَادُ الْمُتَغَایِرَیْنِ فِی الْمَفْهُوْمِ بِحَسْبِ الْوُجُوْدِ یعنی حمل، اصطلاح مناطقہ میں ایسی دو چیزوں کو بحسب الوجود متحد کرنا جو کہ مفہوم میں ایک دوسرے کے متغایر ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فضیلت و شان علمی و عملی مخالفین کے ہاں مسلم ہے اور جگہ جگہ ان کا سہارا لیتے ہیں، اس نازک مرحلہ میں انہوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا، وہ فرماتے ہیں:

وَلَیْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَةُ (گل دستہ توحید)

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے　جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

لطیفہ: اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک دعا اور عبادت میں عینیت ہے تو انہیں چاہیے کہ کبھی اس پر عمل پیرا ہو کر بھی دکھائیں تب پتا چلے! بالعموم ان کے جلسے تو ہوتے ہیں، کبھی کبھی اپنے اشتہارات یوں لکھا کریں۔ اسمائے گرامی حضرت مدعوین یعنی معبودین فلاں فلاں اور نیچے الداعی کی جگہ اَلْعَابِدُ لکھ دیا کریں، اگر عملی ثبوت دیں تو لوگوں کو پورا یقین واعتماد حاصل ہو جائے کہ آپ لوگ دعا اور عبادت میں عینیت کے قائل ہیں ورنہ سچے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چھوڑ دیں۔

الحمدللہ! اس خادم اہل سنت نے ''الدعا'' اور ''عباد من دون اللہ'' کے متعلق مختصر مگر نہایت تحقیقی بحث ہدیہ قارئین کی ہے۔ عدل وانصاف کی نظر سے دیکھنے والے طالب حق کے لیے ان شاء اللہ یہ کافی ووافی ثابت ہوگی۔

کاش کہ! ہمارے مخالفین بھی تعصب، ضد اور عناد کو چھوڑ کر از راہ عدل وانصاف اس میں غور وفکر فرمائیں اور حق بات کو تسلیم کریں اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کا باعث بنیں جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔

جو لوگ آیات قرآنی کا مطلب ومفہوم غلط بیان کرتے رہتے ہیں وہ ایک طرف تو امت میں اختلاف وافتراق کا باعث بنتے ہیں اور دوسری طرف آخرت میں عذاب الٰہی کے مستحق بنتے ہیں۔

آخر میں یہ خادم اہل سنت اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، اولیاء رحمہم اللہ علیہم اور تمام اہل سنت درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھتے اور ندائے یارسول اللہ کرتے چلے آئے ہیں اور یہی حق ہے۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

آج کل کے نئے نئے فتنوں، فرقوں اور گمراہ کن عقیدوں سے بچیں اور صلحائے امت بزرگان دین کے طریق پر قائم رہیں کہ اسی میں سلامتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل اپنے پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو مذہب مہذب اہل سنت وجماعت پر قائم ودائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔

آمین ثم آمین

خادم اہل سنت

محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہ

کراچی

1958ء